دلائل و براہین کے ساتھ احادیث کریمہ کی روشنی میں
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل و کمالات کا حسین مجموعہ

بنام

اربعین اشرفی

مؤلف

مولانا آفتاب اشرفی مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دلائل و براہین کے ساتھ احادیث کریمہ کی روشنی میں
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا حسین مجموعہ

بنام

اربعین اشرفی

مؤلف

مولانا آفتاب اشرفی مصباحی

نام کتاب: اربعین اشرفی
مؤلف: مولانا آفتاب اشرفی مصباحی
تصحیح مفتی ناظم علی مصباحی
بموقع: ۵۱/واں عرس حافظ ملت علیہ الرحمہ
سنہ اشاعت: ۲۰۲۵ء/۱۴۴۷ھ
تعداد: ۳۰۰
صفحات: ۱۱۸

فہرست

شرف انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو بصد عجز و نیاز حضور سید عالم، نور مجسم، شاہ بنی آدم، فخر رسل، مختار کل، رحمت دو جہاں، حبیب کبریا جناب احمد مجتبی محمد مصطفی روحی فداہ ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں نذر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد آفتاب اشرفی

تقریظ جلیل

حضرت مولانا مفتی محمد ناظم علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

نحمدہ ونصلي ونسلم علی رسولہ الکریم

اللہ رب العزت نے نبی دو جہاں، ہادی انس و جاں، سید الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ایسے خاص کمالات سے نوازا ہے جو اللہ رب العزت کی مخلوقات میں سے کسی کو حاصل نہیں، اللہ رب العزت نے آپ کو سارے جہاں کا رسول بنایا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد پاک ہے:

"لیکون للعٰلمین نذیرا"

ترجمہ کنزالایمان: جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

(سورۃ الفرقان، الآیۃ ۱)

اس آیت کریمہ سے اس بات کا روشن ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ آپ کی رسالت سارے جہاں کو عام ہے، کوئی بھی مخلوق ہو اور کہیں بھی ہو اور کسی بھی عالم میں ہو آپ سب کے رسول ہیں، خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: "أرسلت إلی الخلق کافۃ و ختم بي النبیون" مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھے خاتم النبیین (آخری نبی) بنا کر بھیجا گیا۔

(صحیح مسلم، الرقم ۵۲۳)

یہ آپ کا وہ خاص وصف کمال اور اعلی درجہ کی فضیلت ہے جس میں آپ کا کوئی سہیم و شریک نہیں کہ اول حقیقی اور آخری حقیقی صرف ایک ہی فرد ہو سکتا

ہے ایک سے زائد نہیں، ورنہ ان میں سے کوئی بھی اول و آخر نہ ہو گا، امام اہل سنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ آپ کے اس خاص وصف کمال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لم یأت نظیرك في نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سُو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

نیز فرماتے ہیں:

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا
تِرے خالقِ حسن و ادا کی قسم
یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے
وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذِکر ہے اُونچا تیرا

نبی پاک، سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے خاص اوصاف کمال میں سے یہ ہے کہ روز قیامت آپ سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی اس پر وافر حدیثیں شاہد ہیں، آپ اللہ رب العزت کے وہ محبوب اعظم ہیں کہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:
"كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد صلى الله تعالى عليه

وسلم "سارا عالم میری رضا چاہتا ہے اور اے محبوب! میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

(فتاوی رضویہ، ج ۳۰، ص ۱۹۸)

امام اہل سنت مجدد دین وملت سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اسی حدیث پاک کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

قرآن کریم اور گراں قدر حدیثوں کا مطالعہ کریں اور غور کریں تو نبی اعظم سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان رفعت وعظمت اور خاص فضائل وکمالات کے روشن جلوے نظر آئیں گے، آپ کے خاص اوصاف و فضائل و کمالات کا احاطہ انسانی قدرت سے باہر ہے، امام اہل سنت مجدد دین وملت سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اجلۂ علمائے محدثین نے آپ کے خاص فضائل وکمالات پر مشتمل احادیث کا علمی ذخیرہ وسرمایہ مرتب فرمایا، جس مجموعہ احادیث میں آپ کی شان رفعت وعظمت میں وارد احادیث کو جمع فرمایا اور آپ کے خاص فضائل وکمالات کا احاطہ فرمایا۔

ہر دور کے ائمہ و علمانے لسان و قلم کے ذریعے آپ کی عظمت و رفعت شان کا پرچم لہرایا اور ناموس رسالت کی حفاظت فرمائی اور تحفظ ناموس رسالت کا درس بخشا اور آپ کی عظمت و رفعت اہل ایمان کے قلوب و اذہان میں راسخ فرمائی۔

انتہائی خوشی و مسرت کا مقام ہے کہ ملک کی عظیم ترین علمی و دینی دانشگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے گل سر سبد جناب مولانا محمد آفتاب اشرفی صاحب نے نبی اعظم سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عظمت و رفعت شان پر مشتمل چالیس گراں قدر حدیثوں کا حسین گلدستہ پیش کیا تاکہ اہل ایمان کے قلوب و اذہان میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عظمت و رفعت اور الفت و محبت کا چراغ روشن ہو اور آپ کی محبت و الفت دلوں میں قائم ہو۔

اللہ عزوجل اپنے حبیب اعظم سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کے صدقے عزیز مکرم کی اس گراں قدر علمی و قلمی دینی و خدمتی کاوش کو قبولیت سے سرفراز فرمائے، دارین میں انہیں اس کا بہترین انعام و اجر وصلہ عطا فرمائے، مزید قلمی خدمات کا ذوق وشوق عطا فرمائے، ان کا مستقبل روشن و تابناک فرمائے اور ان کو دین اسلام کا مخلص داعی بنائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوات و أکمل التسلیمات الی یوم الدین.

محمد ناظم علی (مصباحی)
خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی
۷ جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ شب سہ شنبہ مبارک

تاثر گرامی

استاذ العلماء حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے ہاتھ میں ایک رسالہ بنام **"اربعین اشرفی"** موجود ہے، جس کو حضرت مولانا محمد آفتاب اشرفی صاحب نے ترتیب دیا ہے، جن کا تعلق علی گڑھ شہر سے ہے، اس سال جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے درجہ فضیلت سے فارغ ہو رہے ہیں، ما شاء اللہ مولانا صاحب انتہائی شریف صوفی صفت عالم دین ہیں، شریعت مطہرہ کے پابند ہیں، اپنی کم عمری میں بھی خاموش طبع مگر کام کے آدمی ہیں، پڑھنے لکھنے سے بہتر شغف رکھتے ہیں، اپنی دستار کے موقع پر اربعین اشرفی شائع کر رہے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب پر مشتمل ہے اور انہوں نے بڑی پیاری پیاری حدیثیں اپنی اس اربعین میں اکٹھا فرمائی ہیں۔

میری دعا ہے رب العالمین ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مولانا صاحب کو مزید تصنیفات لکھنے کی توفیق عطا فرمائے، اس سال ان کی دستار ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ان کی دستار کو بھی مبارک فرمائے، انہیں بافیض باعمل عالم ربانی بنائے، اور ان کی اس تصنیف سے اس کے مطالعہ کرنے والے لوگوں کو فائدہ پہنچائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس کتاب کو اضافے کا سبب بنائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

مسعود احمد برکاتی — استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۲۰ جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ، چہار شنبہ

تقریظ جمیل

مصنفِ کتبِ کثیرہ حضرت مولانا شفیق مدنی فتحپوری

الحمدلله اللطیف، والصلوٰۃ والسلام علی رسوله الشفیق، و علی آله و أصحابه أجمعین۔

اربعینِ اشرفی کا مطالعہ میرے لیے نہایت روحانی مسرت اور قلبی انشراح کا باعث بنا۔ اس مجموعہ میں مصنف محترم محمد آفتاب اشرفی مصباحی نے چالیس احادیثِ مبارکہ کو عشق و ادبِ مصطفیٰ ﷺ کے رنگ میں اس انداز سے پیش کیا ہے کہ قاری کے دل میں محبتِ رسول ﷺ کی لَو مزید روشن ہو جاتی ہے۔

اس کتاب کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ مصنف نے ہر حدیثِ مبارکہ کے ساتھ اس کا ترجمہ و تشریح نہایت سادہ، جامع اور عقیدت مندانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ زبان کی سلاست اور دلائل کی پختگی نے مضمون کو نہ صرف عام فہم بنایا ہے بلکہ علمی وقار بھی عطا کیا ہے۔

"اربعینِ اشرفی" نہ صرف علمِ حدیث کے طالب علموں کے لیے مفید ہے بلکہ ان عاشقانِ رسول ﷺ کے لیے بھی رہنمائی کا سرچشمہ ہے جو اپنے دل و دماغ کو انوارِ نبوت سے منور کرنا چاہتے ہیں۔

یہ تصنیف دراصل اس بات کی دلیل ہے کہ مصنفِ محترم نے اپنے اساتذۂ کرام کی علمی و روحانی تربیت سے گہرا فیض پایا ہے اور اُسے نہایت خوبصورت رنگ میں امت تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنفِ موصوف کے علم و قلم میں مزید برکت عطا فرمائے، اور اس کتاب کو قبولیت و نفعِ عام کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
(استاد جامعۃ المدینہ، فیضانِ صدیقِ اکبر، آگرہ
۲۱ جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ بمطابق
۱۳ نومبر ۲۰۲۵ بروز جمعرات

مقدمہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

اللہ تبارک وتعالی نے اس کرۂ ارضی پر کثیر انبیا ورسل کو مبعوث فرمایا، ان کو اپنے خاص قرب سے نواز کر عظیم مراتب و مدارج سے سرفراز فرمایا، نبوت اور رسالت کی خلعت پہنا کر جہاں بھر کی تمام مخلوقات سے ممتاز فرمایا اور جمیع مخلوقات پر ان کو برتری اور فوقیت عطا فرمائی، ان کو گونا گوں فضائل و کمالات، آیات و معجزات عطا فرما کر اپنی بارگاہ کا مقرب خاص بنایا۔

بالیقیں ہر نبی بارگاہ ایزدی میں عظیم المرتبت اور رفیع المنزلت ہے لیکن جو فضائل و کمالات، آیات و معجزات، مناقب و محامد اور محاسن و خصائل رحمت عالم، نور مجسم، فخر آدم وبنی آدم، سید الانبیا، حبیب کبریا احمد مجتبی محمد مصطفی روحی فداہ ﷺ کو عطا ہوئے وہ اپنی مثال آپ ہیں، اور انبیا کو جو فردا فردا معجزات عطا کیے گئے وہ تمام تر معجزات آپ ﷺ میں جمع کر دیے گئے بلکہ اس سے بہت زائد جن کا شمار بس اللہ ہی جانے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اللہ تعالی نے آپ کو "حبیب اللہ" کے انتہائی اعلی مقام پر فائز فرما کر جمیع انبیا و مرسلین پر فوقیت عطا فرمائی، سارے جہاں میں آپ کا ذکر اور آپ کا چرچا بلند کر دیا، خود فرماتا ہے: "ورفعنا لك ذكرك" یعنی محبوب ہم نے آپ کے لیے

آپ کا ذکر بلند کر دیا، بلند بھی کیسا خود فرمایا "إذا ذكرتُ ذكرتَ معي" جب جب میرا ذکر ہو گا میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہو گا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، ج ۱، ص ۲۰)

محبوب کا ذکر بھی اسے کس قدر محبوب کہ امام ابن عطا مذکور آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، مطلب یہ ہے "جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك ذكرني" یعنی اے محبوب میں نے آپ کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنالیا تو جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، ج ۱، ص ۲۰)

اس دنیا کے طول و عرض میں جتنے انبیا آئے سب نے آپ ہی کے ترانے گائے، آپ کے فضائل و مناقب کا خطبہ پڑھا، اپنی اپنی امتوں کو حبیبِ کبریا کا ذکر خیر سنایا، تمام فرشتے ہر ہر لمحہ ان کی یاد مناتے ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں، فرش سے لے کر عرش تک ہر جگہ ان ہی کے نام کا بول بالا ہے۔

(مأخوذ من الخصائص الکبری، ج ۱، ص ۱۶، ۱۲)

اور روز محشر بھی تمام اولین و آخرین سارے نبی، رسول بلکہ خود خالق کائنات حضور اکرم ﷺ کی تعریف فرمائے گا۔

(تفسیر ابن کثیر، ج ۹، ص ۵۵، سورۃ الاسراء، تحت الآیۃ ۷۹)

عجب مقام محبوبیت ہے کہ بحالت نماز یہ خیال ہوا کہ قبلہ بجائے بیت المقدس کے کعبہ ہو، عین حالت نماز میں رب نے حکم دے دیا کہ محبوب آپ کا دل کعبہ کی طرف رخ کو چاہتا ہے آپ کعبہ کے طرف رخ کر لیں، چنانچہ فرمایا "فلنولينك قبلة ترضاها" یعنی ہم آپ کو اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں، یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ رب تعالیٰ نے

"ترضاھا" (جسے آپ پسند کریں) فرمایا "أرضاھا" (جسے میں پسند کرتا ہوں) نہیں فرمایا۔

اسی مقام پر امام فخر الدین رازی نے بڑی عاشقانہ بات ارشاد فرمائی "كأنه تعالى قال: يا محمد كل أحد يطلب رضاي وأنا أطلب رضاك في الدارين" یعنی گویا اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے محبوب ہر ایک تو میری رضا کا طلبگار ہے لیکن میں دنیا اور آخرت میں تیری رضا کا طالب ہوں۔

(التفسیر الکبیر للرازی، ج ٤، ص ٨٢ سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ١٤٢)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

الغرض ان کی شان نہایت ارفع و اعلیٰ، آپ کی شان عقل سے وراء ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اوروں کو بھی جو فضیلت اور مقام و مرتبہ ملا وہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے طفیل بلکہ آپ کے ہاتھوں سے ملا۔

چنانچہ امام بوصیری فرماتے ہیں:

كل فضل في العالمين فمن فضـ ـل النبي استعاره الفضلاء

یعنی جہاں والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگ کر لی ہے۔

نیز امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

"لانه الممد لهم، اذ هو الوارث للحضرة الالهية، والمستمد منها بلا واسطة دون غيره، فانه لا يستمد منها الا بواسطته، فلا يصل منها لكامل شيء الا وهو من بعض مدده وعلى يديه"

یعنی تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور ﷺ ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں، بلاواسطہ خدا سے حضور ﷺ ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم خدا کی مدد حضور ﷺ کی وساطت اور حضور ﷺ کے ذریعے سے لیتا ہے، تو جس کامل کو خوبی ملی وہ حضور ﷺ ہی کی مدد اور حضور ﷺ ہی کے دستِ کرم سے ملی۔(المنح المکیۃ فی شرح الھمزیۃ، ص ۳۲۲)

الغرض حضور ﷺ کی شان وعظمت آپ کا مقام ومرتبہ، آپ کی رفعت و منزلت بہت رفیع ہے بلکہ جن اشیا کو حضور ﷺ کی ذات سے نسبت ہو گئی وہ بھی ممتاز اور افضل واعلیٰ ہو گئیں، چنانچہ آپ کی امت تمام امتوں سے بہتر، آپ کے صحابہ سارے انبیا کے صحابہ سے افضل، آپ کی امت کے اولیا تمام امتوں کے اولیا سے افضل، آپ کا شہر سارے شہروں سے افضل، آپ کا زمانہ سارے زمانوں سے افضل، آپ کا خاندان تمام خاندانوں سے افضل، آپ کی انگلیوں سے نکلنے والا پانی تمام پانیوں سے افضل، زمین کا وہ حصہ جو آپ کے جسم اقدس سے لگا ہوا ہے اوہ تمام روئے زمین بلکہ عرش معلی سے افضل۔

الغرض آپ کی ہر ایک شی نرالی ہے، آپ کی جس خوبی اور جس وصف میں نگاہ کی جائے اسی میں آپ بے مثل وبے مثال نظر آتے ہیں چاہے فضل وکمال ہو یا حسن وجمال، خواہ جود ونوال ہو یا عفو وجلال بالجملہ اپنے ہر وصف اور اپنی ہر خوبی میں آپ بے مثال ہیں۔

امام بوصیری فرماتے ہیں "منزہ عن شریك في محاسنه" یعنی وہ اپنی خوبیوں میں ایسے یکتا ہیں کہ ان خوبیوں میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔

(قصیدۃ البردۃ مع شرحہ عصیدۃ الشھدۃ، ص ۱۳۶)

پھرے زمانے میں چار جانب نگاہ نے یکتا تم ہی کو دیکھا
حسین دیکھے جمیل دیکھے پر ایک تم سا تم ہی کو دیکھا

راقم الحروف فقیرِ اشرفی کی دلی خواہش تھی کہ اپنے آقا و مولا ﷺ کی شان میں کچھ کلمات لکھ کر نذر کرے، اور جو سب سے پہلے لکھے تو حضور اقدس ﷺ کی شان و عظمت میں۔

مجھ ناتواں کے بس میں تو نہ تھا لیکن بفضل اللہ تعالی تائید ایزدی شامل حال ہوئی، اور بزرگوں کی روحانیت نے باطنی دستگیری کی اور یہ دلی تمنا بصورت اربعین منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی، اور فضائل محمدی پر مشتمل یہ چالیس احادیث کا ایمان افروز مجموعہ تیار ہوا۔

خود اربعین لکھنے کے کثیر فضائل احادیث طیبہ کے اندر وارد ہوئے چنانچہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من حفظ على أمتي أربعين حديثاً من أمر دينها بعثه الله يوم القيامة في زمرة الفقهاء والعلماء"

جس نے میری امت کے لیے دین سے متعلق چالیس احادیث یاد کر لیں تو اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن فقہا اور علما کی جماعت میں اٹھائے گا۔

ایک روایت میں اس طرح وارد ہوا "و كنت له يوم القيامة شافعاً وشهيداً" یعنی قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا۔ بلکہ ایک روایت میں تو یہاں تک ہے "قيل له: ادخل من أيّ أبواب الجنة شئت" اس سے کہا جائے گا تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔

(الاربعین النوویة، ص ۱۳، ۱۴)

اور شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں " یہاں حفظ کرنے سے مراد محض مسلمانوں تک پہنچانا ہے اگرچہ اس کو یاد نہ بھی ہوں "۔ (لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۵۹۸، تحت الحدیث ۲۵۸)

احادیث کا ترجمہ و تشریحات اور افادات حتی الوسع عام فہم زبان اور سادہ الفاظ میں لکھنے کی کوشش کی تاکہ عوام الناس کو سمجھنے میں مشقت اور دشواری نہ ہو اور بآسانی کامل طور پر استفادہ کر سکیں۔

رب کریم جل مجدہ کی بارگاہ قدس میں دعا گو ہوں کہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلی آلہ أزکی التحیۃ و اسمی التسلیم

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکِ پائے اولیاء

محمد آفتاب اشرفی

(الحدیث الاول) پہلی حدیث (۱)

(حدیث نور)

عن جابر بن عبد الله الأنصاری رضی الله تعالی عنهما قال: قلت یا رسول الله، بأبی أنت وأمی، أخبرنی عن أول شیء خلقه الله تعالی قبل الأشیاء. قال: یا جابر، إن الله تعالی قد خلق قبل الأشیاء نور نبیك من نوره، فجعل ذلك النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالی، ولم یکن فی ذلك الوقت لوح و لا قلم، و لا جنة و لا نار، و لا ملك و لا سماء، و لا أرض و لا شمس و لا قمر، و لا جنی و لا أنسی، فلما أراد الله تعالی أن یخلق الخلق قسم ذلك النور أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأول القلم، ومن الثانی اللوح، ومن الثالث العرش. ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأول حملة العرش، ومن الثانی الکرسی، ومن الثالث باقی الملائکة. ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول السماوات، ومن الثانی الأرضین ومن الثالث الجنة والنار ثم قسم الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول نور أبصار المؤمنین، ومن الثانی نور قلوبهم وهی المعرفة بالله ومن الثالث نور أنسهم، وهو التوحید لا إله إلا الله محمد رسول الله۔

(المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة للقسطلانی، ج۱، ص۴۸/شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، ج۱، ص۸۹، /کشف الخفاء للعجلونی، ج۱، ص۲۶۵، الرقم ۸۲۷، الجزء المفقود من الجزء الاول للامام عبد

الرزاق، ص ۶۳، الرقم ۱۸/حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص ۲۵)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تمہارے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں اللہ نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ (کوئی) فرشتہ تھا نہ آسمان تھا نہ زمین، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جن تھے اور نہ انسان، جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو اس نے اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصہ سے قلم بنایا، دوسرے حصہ سے لوح اور تیسرے حصہ سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے حصہ کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصہ سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے حصہ سے کرسی اور تیسرے حصہ سے باقی فرشتے پیدا کیے۔ پھر چوتھے حصہ کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصہ سے آسمان بنائے، دوسرے حصہ سے زمین اور تیسرے حصہ سے جنت اور دوزخ بنائی پھر چوتھے حصے کو مزید چار اجزا میں تقسیم کیے۔ پہلے سے مومنین کی آنکھوں کے نور بنائے، دوسرے سے ان کے دلوں کے نور یعنی معرفۃ باللہ پیدا کی۔ تیسرے سے ان کی انسیت کا نور یعنی کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو پیدا فرمایا۔

اس حدیث کے علاوہ دیگر کئی احادیث اس مضمون کی ہیں جن سے واضح انداز میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے خالق کائنات اللہ جل جلالہ نے سب

سے پہلے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نورِ پاک پیدا فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح حدیث میں وارد ہے "أول ما خلق الله نوري" یعنی اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ (مدارج النبوۃ مترجم، ج ۲، ص ۱۳، قد ذکر ہٰذا الحدیث بہٰذہ الفاظ العلامۃ الفاسی فی مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، ص ۲۲)

(الحدیث الثانی) دوسری حدیث (۲)

(محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا)

عن سلمان الفارسی رضي الله تعالى عنه قال: هبط جبريل على النبی ﷺ فقال: إن ربك يقول: إن كنت اتخذت إبراهيم خليلا، فقد اتخذتك حبيبا، وما خلقت خلقا أكرم على منك، ولقد خلقت الدنيا وأهلها لأعرفهم كرامتك ومنزلتك عندی، و لولاك ما خلقت الدنيا۔

(سبل الهدى و الرشاد في سيرة خير العباد، ج ۱، ص ۷۵/الخصائص الكبرى للسيوطي، ج ۲، ص ۳۳۰/تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۳، ص ۵۱۸/المواهب اللدنية، ج ۱، ص ۵۵/(لمعات التنقيح شرح مشكاة المصابيح، تحت الحديث ۵۸۴۱، ج ۹، ص ۲۲۰)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے کہ "اگر میں نے ابراہیم کو خلیل (اپنا دوست) بنایا ہے تو آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے، اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میری بارگاہ میں آپ سے زیادہ مقام و مرتبہ والی ہو (یعنی تمام مخلوقات میں، میری بارگاہ میں سب سے زیادہ مقام و مرتبہ آپ کا ہے) اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے بنایا ہے تاکہ جو عزت و منزلت آپ کی میری بارگاہ میں ہے وہ ان پر ظاہر کروں اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔

شرح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ یہ تمام کائنات حضور ﷺ کے

صدقے میں بنائی گئی ہے، اس جہان رنگ و بو کا ہر ہر ذرہ اپنے وجود میں اس نبی رحمت کا مرہون منت ہے، کہ اگر آپ نہ ہوتے تو نہ فلک ستاروں کی انجمن سے مزین ہوتا، نہ گردش لیل و نہار کا یہ منظم نظام ہوتا، نہ شمس و قمر کی یہ ضوفشانی ہوتی، نہ موسم بہار کے دل موہ لینے والے نظارے ہوتے، نہ باغات میں سرسبز و شادابی کا فرحت بخش منظر ہوتا، نہ بلبل کے وجد آفریں نغمات ہوتے، غرض اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا نہ زمین نہ آسمان، نہ آدم نہ حواء جیسا کہ خود حدیث قدسی ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا "لولاہ (محمد ﷺ) ما خلقتك ولا خلقت سماء ولا أرضا" یعنی اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو نہ میں تم کو پیدا کرتا تو نہ زمین و آسمان بناتا۔(المواهب اللدنية، ج۱، ص۴۷)

امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چُنین و چُناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے
دَہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

(الحدیث الثالث) تیسری حدیث (۳)

(سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی)

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله ﷺ قال لي جبرئيل: قلبت الأرض مشارقها ومغاربها فلم أجد رجلا أفضل من محمد ولم أجد بني أب افضل من بني هاشم.

(الخصائص الکبری للسیوطی. ج١.ص ٦٦/دلائل النبوة للبیهقی. ج١.ص ١٧٦/ المعجم الاوسط للطبرانی. ج ٦.ص ٣٣٧. الرقم ٦٢٨٥/مجمع الزوائد للهیثمی. ج ٨.ص ٢١٧. الرقم ١٣٨٢٩)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھ سے جبریل نے کہا: میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو چھان مارا لیکن محمد ﷺ سے افضل کسی کو نہ پایا اور نہ ہی بنوہاشم سے افضل کوئی خاندان پایا"۔

اس حدیث پاک سے افضل المرسلین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی جمیع انبیا و مرسلین پر افضلیت معلوم ہوئی کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بالیقیں حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک سارے انبیا کا زمانہ پایا، تمام انبیا و رسل کی شان و عظمت کو دیکھا لیکن جب آخر میں آمنہ کے لال کی عظمت دیکھی تو برملا بول اٹھے:

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

چنانچہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور سید الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ

تمام انبیا سے افضل ہیں، چنانچہ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

"أجمعت الأمة على أن بعض الأنبياء أفضل من بعض، وعلى أن محمدا ﷺ أفضل من الكل"۔

یعنی اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ بعض انبیا بعض سے افضل ہیں نیز اس پر بھی پوری امت کا اجماع ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ تمام انبیا سے افضل ہیں۔

(التفسير الكبير للرازي، ج ٦، ص ٥٢١، سورة البقرة، تحت الآية ٥٣)

نیز علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قد انعقد الإجماع على أن نبينا عليه السلام أعلم الخلق وأفضلهم على الإطلاق"۔

اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ علم والے اور سب سے افضل ہیں۔

(روح البيان، ج ٥، ص ٢٧٤، سورة الكهف، تحت الآية ٦٦)

ہر نبی کی اپنی ایک الگ شان ہے، ہر ایک کو کچھ نہ کچھ معجزہ عطا کیا گیا، بے شک تمام انبیا عظیم مرتبہ کے مالک ہیں، ان تمام انبیا کے مقام و مدارج اپنی جگہ البتہ اللہ پاک نے جو فضائل و کمالات، مناقب و محامد فردا فردا جمیع انبیا کو عطا فرمائے تھے وہ تمام کے تمام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا کر دیے گئے۔

حسن یوسف، دم عیسی، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بلکہ ان کے علاوہ آپ کو وہ خصائص و کمالات عطا کیے گئے کہ جس میں کوئی نبی آپ کا شریک نہیں۔

جیسا کہ امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اعلم نور الله قلبي وقلبك، وقدس سري وسرك، أن الله تعالى قد خص نبينا ﷺ بأشياء لم يعطها لنبي قبله، وما خص نبي بشيء إلا وكان لسيدنا محمد ﷺ مثله" (المواهب اللدنيه، ج ۲، ص۳۰۱)

اس کا مفہوم وہی ہے جو مذکورہ سطور میں ذکر ہوا۔

(الحدیث الرابع) چوتھی حدیث (۴)

(عظمت ذکر مصطفیٰ ﷺ)

عن أبي سعيد الخدري رضی الله تعالیٰ عنه ، عن رسول الله ﷺ، أنه قال: "أتاني جبريل فقال: إن ربي وربك يقول: كيف رفعت لك ذكرك؟ قال: الله أعلم ، قال "إذا ذكرت ذكرت معي".

(المواهب اللدنية، ج ۲، ص ۵۱۸/الخصائص الكبرى ج ۲، ص ۸/۳۳۷/الشفا بتعريف حقوق المصطفى للقاضي عياض، ج ۱، ص ۱۹، تفسير الطبري، ج ۲٤، ص ٤۹٤، سورة الشرح، تحت الآية ٤)

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے، تو انہوں نے عرض کیا "بے شک میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے (اے محبوب جانتے ہو) آپ کے رب نے آپ کے ذکر کو کیسے بلند کیا؟

تو آپ نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے، تو کہا کہ (آپ کا ذکر اس طرح بلند کیا کہ) جب جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا۔

سبحٰن اللہ! کیا عظیم شان ہے، کہ خود رب نے آپ کے ذکر کی بلندی کو اپنے ذمۂ کرم پر لیا، اور وہ بھی اس طرح کہ جب جب خداوند قدوس کا ذکر خیر ہوگا تو اس کے ساتھ حبیب مکرم کا بھی ذکر ہوگا، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی بڑی دل آویز اور دل پذیر تفسیر فرمائی چنانچہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "کہ اللہ تعالی اپنے محبوب سے فرماتا ہے کہ (اے محبوب) اذان و اقامت اور تشہد میں، اور جمعہ کے روز منبروں پر، عید

الفطر اور عید الاضحی کے دن، ایام تشریق میں اور عرفہ کے دن اور رمی جمار کے روز (یعنی حاجیوں کے کنکری پھینکنے کے دن) اور صفا اور مروہ پر، خطبۂ نکاح میں زمین کے مشرق و مغرب میں (الغرض ہر جگہ) جب بھی میرا ذکر ہو گا تو میرے ساتھ ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا" **و لو أن رجلا عبد الله جل ثناؤه، وصدق بالجنة والنار وكل شي، ولم يشهد أن محمدا رسول الله، لم ينتفع بشيء و كان كافرا**" اور اگر کوئی شخص اللہ جلّ ثناؤہ کی عبادت کرے جنت اور دوزخ اور ہر چیز کی تصدیق کرے (یعنی اسلام کی ہر چیز پر ایمان لائے) لیکن یہ گواہی نہ دے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اسے ان ساری چیزوں (کو ماننے) سے کوئی فائدہ نہ ہو گا اور وہ کافر ہی رہے گا۔

(تفسير القرطبي، ج٢٠، ص١٠٦ سورة الم نشرح، تحت الآية ٤/تفسير الخازن، ج٤، ص٤٤١، تحت هذه الآية باختصار)

یعنی ساری عبادت و ریاضت ایک طرف، نماز و روزہ ایک جانب سب کچھ ہو لیکن حضور ﷺ پر ایمان نہ ہو دل میں حضور کی محبت نہ ہو تو اس کے لیے یہ ساری چیزیں بے کار ہیں، یہ تمام چیزیں اس کے منہ پر پھینک کر مار دی جائیں گی۔

بلکہ حضرت امام ابن عطا اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"**جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك ذكرني**"۔ (الشفا، ج١، ص٢٠)

یعنی محبوب میں نے آپ کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنالیا تو جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے ا
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

(الحديث الخامس)(۵)

(ہر شے پہ لکھا ہے نام تیرا)

عن كعب الأحبار رضى الله تعالیٰ عنه قال: إن الله أنزل على آدم عصيا بعدد الأنبياء والمرسلين. ثم أقبل على ابنه شيث فقال: أى بنى، أنت خليفتى من بعدى، فخذها بعمارة التقوى، والعروة الوثقى، وكلما ذكرت الله فاذكر إلى جنبه اسم محمد، فإنى رأيت اسمه مكتوبا على ساق العرش، وأنا بين الروح والطين، ثم إنى طفت السماوات فلم أر فى السماوات موضعا إلا رأيت اسم محمد مكتوبا عليه، وإن ربى أسكننى الجنة فلم أر فى الجنة قصرا ولا غرفة إلا اسم محمد مكتوبا عليه، ولقد رأيت اسم محمد مكتوبا على نحور الحور العين، وعلى ورق قصب آجام الجنة، وعلى ورق شجرة طوبى، وعلى ورق سدرة المنتهى، وعلى أطراف الحجب، وبين أعين الملائكة، فأكثر ذكره فإن الملائكة تذكره فى كل ساعاتها.

(المواهب اللدنية، ج ا، ص ۴۵۳/الخصائص الكبرى، ج ١، ص ١٢/تاريخ دمشق لابن عساكر، ج ٢٣، ص ٢٨١/سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، ج ١، ص ٨٦)

ترجمه: حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر تمام انبیا و مرسلین کی تعداد کے برابر عصا (لاٹھی) نازل فرمائیں، پھر حضرت آدم اپنے بیٹے حضرت شیث علیہما السلام کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے میرے بیٹے! تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو، پس تم اسے عمارت تقویٰ اور عروة

الوثقی کے ساتھ لے لو، اور تم جب جب بھی اللہ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ محمد مصطفی ﷺ کے نام کا ذکر کرنا، کیوں کہ میں نے ان کا نام اس وقت عرش کے پائے پر لکھا دیکھا جس وقت میں روح اور مٹی کے درمیان تھا، پھر میں نے آسمانوں کی سیر کی تو میں نے وہاں ہر جگہ محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا دیکھا، اور میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت کے ہر محل اور ہر کمرے پر محمد ﷺ کا نام لکھا دیکھا، میں نے دیکھا کہ حور عین کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر، شجر طوبی کے پتوں پر، سدرۃ المنتہی کے پتوں پر، حجابوں کے اطراف پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا ہے، تو تم کثرت سے ان کا ذکر کرتے رہنا کیوں کہ فرشتے ہر لمحے اور ہر وقت ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے اسم مبارک کو ہر جگہ لکھا ہے، عرش سے لے کر فرش تک، حتی کہ بہشت و حوران بہشت ہر چیز پر ان ہی کا نام لکھا ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام فرشتے ہر وقت حضور سرور عالم ﷺ کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں۔

(الحديث السادس) چھٹی حدیث (٦)

(نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی برکت)

عن وهب رضى الله تعالى عنه قال: كان في بني إسرائيل رجل عصى الله مائتي سنة ثم مات فأخذوه فألقوه على مزبلة فأوحى الله إلى موسى أن أخرج فصل عليه قال: يا رب بنو اسرائيل شهدوا انه عصاك مائتي سنة فأوحى الله تعالى إليه هكذا كان إلا أنه كان كلما نشر التوراة ونظر إلى اسم محمد صلى الله عليه وسلم قبله ووضعه على عينيه وصلى عليه فشكرت له ذلك وغفرت ذنوبه وزوجته سبعين حوراء.

(الخصائص الكبرى، ج١، ص٢٩/حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ج٤، ص٤٢/شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، ج٨، ص٤٠٠/البداية والنهاية، ج٩، ص٢٧٨/سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، ج١، ص٤١١/السيرة الحلبية، ج١ص١٢٢)

ترجمہ: حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، جس نے دو سو سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پھر اس کا انتقال ہو گیا، تو بنی اسرائیل نے اسے پکڑا اور اسے کوڑے کی جگہ پر ڈال دیا، تو اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم وہاں جاؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: "اے میرے رب" بنی اسرائیل اس بات کی گواہ ہے کہ اس نے دو سو سال تیری نافرمانی کی ہے، (جب یہ شخص اتنا گنہگار ہے تو اس پر اس قدر کرم کیوں، اس کی کیا وجہ ہے ؟) تو

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ہاں! وہ ایسا ہی تھا، لیکن جب یہ شخص تورات کھولتا اور اس کی نظر محمد ﷺ کے نام پر پڑتی تو وہ اس کو چوم لیتا اور اسے اپنی آنکھوں سے لگا لیتا تھا، تو میں نے اس کے بدلے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوریں اس کی نکاح میں دے دیں۔

اس حدیث پاک میں جہاں نبی پاک ﷺ کے نام کی برکت اور اس کی محبت سے بنی اسرائیل کے ایک گنہگار شخص کی مغفرت اور بخشش ہونے کا ذکر ہے وہیں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کا نام سن کر آنکھوں سے لگا لینا باعثِ خیر و برکت ہے بلکہ رحمت الٰہی شامل حال ہو تو مغفرت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حضور ﷺ کا نامِ اقدس سن کر انگوٹھے چومنے کے متعلق یہاں چند روایات اور بزرگوں کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے

("أنه لما سمع قول المؤذن : أشهد أن محمدا رسول الله قال هذا، وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال ﷺ: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي")

(المقاصد الحسنة للسخاوي، ص ٦٠٥ ،الرقم ١٠٢١)

یعنی جب آپ نے مؤذن کو "أشهد أن محمدا رسول الله" کہتے سنا تو آپ نے بھی (یہ کلمات کہے اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے نیچے کی جانب سے چوم کر آنکھوں سے لگا لیے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے اس طرح کیا جیسا میرے پیارے (ابو بکر صدیق) نے کیا تو اس

کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"إذا ثبت رفعه على الصديق فيكفي العمل به لقوله عليه الصلاة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين۔"

(الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، ص۳۱٦، الرقم ۴۳۵)

یعنی جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس فعل کا ثبوت مل گیا تو بس یہی عمل کرنے کے لیے کافی، کیوں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: "تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے"۔

فتاوی شامی میں ہے:

"يستحب أن يقال عند سماع الأولى من الشهادة: صلى الله تعالىٰ عليك يا رسول الله، وعند الثانية منها: قرة عيني بك يا رسول الله، ثم يقول: اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين فإنه عليه السلام يكون قائدا له إلى الجنة، كذا في كنز العباد. اهـ. قهستاني، ونحوه في الفتاوى الصوفية. وفي كتاب الفردوس: "من قبل ظفري إبهامه عند سماع أشهد أن محمدا رسول الله في الأذان أنا قائده ومدخله في صفوف الجنة". (رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۱۲۷)

یعنی یہ مستحب ہے کہ جب کوئی پہلی شہادت (یعنی اشهد ان محمدا رسول الله) سنے تو "صلى الله تعالىٰ عليك يا رسول الله" کہے اور جب دوسری شہادت سنے تو "قرة عيني بك يا رسول الله" کہے پھر اپنے انگوٹھے کے

ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے "اللھم متّعنی بالسمع والبصر "تو حضور ﷺ جنت کی طرف اس کے قائد ہوں گے (یعنی اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے)، اسی طرح "کنز العباد" میں ہے، اور اسی طرح "فتاوی صوفیہ" میں ہے۔

اور " کتاب الفردوس" میں ہے: جو شخص اذان میں "أشھد أن محمدا رسول اللہ "سن کر اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو چومے تو میں اس کا قائد ہوں گا اور اسے جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔

(الحدیث السابع) ساتویں حدیث (۷)

(نام محمد ﷺ کے فضائل)

عن ابی أمامة رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعا من و لد له مولود ذکر فسماه محمدا حبا لي وتبرکا باسمي کان هو ومولوده في الجنة

(کنز العمال، ج ١٦، ص ٤٢٢، الرقم ٤٥٢٢٣/کشف الخفاء للعجلونی، ج ٢، ص ٢٨٤، الرقم ٢٦٤٤/شرح الزرقاني علی المواهب اللدنیة، ج ٧، ص ٣٠٥/فیض القدیر للمناوي، ج ٦، ص ٢٣٧، تحت الحدیث ٩٠٨٤)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے (کہ حضور نبی اکرم ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ جس کے یہاں بیٹا پیدا ہو، تو وہ مجھ سے محبت کے خاطر اور میرے نام سے حصول برکت کے لیے اس کا نام "محمد" رکھے، تو وہ اور اس کا بیٹا (دونوں) جنت میں جائیں گے۔

سبحٰن اللہ! کیا عجب شان ہے، حضور ﷺ کی عظمت و شرافت، مکانت و منزلت تو اپنی جگہ، محض آپ کے نام نامی کی یہ شان کہ جس کو فقط حضور ﷺ کے نام سے ہی نسبت ہو جائے تو وہ بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہو جاتا ہے۔

مزید اس کے مماثل ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں، حضرت انس سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (بروز قیامت) اللہ کی بارگاہ میں دو شخصوں کو کھڑا کیا جائے گا، تو اللہ تعالی ان کو جنت میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا، یہ دونوں عرض کریں گے: یارب! کس چیز نے ہمیں جنت کا مستحق بنایا حالانکہ ہم نے تو کوئی نیک عمل نہیں کیا سوائے اس کے کہ ہم تیری رحمت سے جنت میں جانے کے امیدوار تھے، تو اللہ تعالی فرمائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو

جاؤ! اس لیے کہ میں نے قسم کھائی ہے جس کا نام (میرے محبوب کے نام پر) محمد یا احمد ہو گا اسے ہر گز جہنم کی آگ میں نہیں بھیجوں گا۔

(مدارج النبوۃ مترجم، ج۱، ص۱۸۰/فیض القدیر للمناوی، ج۵، ص۴۵۳، تحت الحدیث ۷۹۳۲ بتغیر قلیل)

اس حدیث کے ہر ایک جملے سے حضور کی شان محبوبیت جھلکتی ہے۔

فصلی اللہ تعالی علی حبیبہ وعلی آلہ و بارک وسلم۔

(الحديث الثامن) آٹھویں حدیث (۸)

(چاند کا اشاروں پر چلنا)

عن العباس بن عبد المطلب رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قلت: يا رسول الله دعاني إلى الدخول في دينك امارة لنبوتك رأيتك في المهد تناغي القمر وتشير إليه باصبعك فحيث أشرت إليه مال، قال :إني كنت أحدثه ويحدثني ويلهيني عن البكاء وأسمع وجبته حين يسجد تحت العرش.

(الخصائص الكبرى، ج ١، ص ٩١/ دلائل النبوة للبيهقي، ج ٢، ص ٤١، المواهب اللدنية، ج ١، ص ٩٣/سبل الهدى و الرشاد في سيرة خير العباد، ج ١، ص ٣٤٩)

ترجمه: حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے (حضور سرورِ کون و مکاں ﷺ) سے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے اسلام لانے کا باعث آپ کا ایک معجزہ ہوا، میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے میں (اپنے بچپن میں) چاند سے باتیں فرماتے ہیں آپ اپنی انگلی سے جس طرف اشارہ فرماتے، چاند اسی طرف جھک جاتا (یہ سن کر) سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا، وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تو میں اس کی گرنے کی آواز سنتا تھا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

(الحديث التاسع) نویں حدیث (۹)
(معجزہ شق القمر)

عن أنس بن مالك رضي الله تعالیٰ عنه: أن أهل مكة سألوا رسول الله ﷺ أن يريهم آية، فأراهم القمر شقتين، حتى رأوا حراء بينهما

(صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب انشقاق القمر، الرقم ٣٨٦٨/صحيح مسلم، باب كتاب صفة القيامة و الجنة والنار، باب انشقاق القمر، الرقم ٢٨٠٢ بتغير قليل/الخصائص الكبرى، ج١، ص ٢٠٩/المستدرك على الصحيحين للحاكم، ج٢، ص ٥١٣، الرقم ٣٧٦١/مشكوة المصابيح، الرقم ٥٨٥۴)

ترجمه: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ (اگر آپ واقعی اللہ تعالی کے سچے رسول ہیں تو) آپ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے فرما کر دکھائے حتی کہ انہوں نے حراء (پہاڑ) کو چاند کے دو حصوں کے درمیان دیکھا۔

(الحديث العاشر) دسویں حدیث (۱۰)
(معجزہ رد الشمس)

عن أسماء بنت عميس رضى الله تعالىٰ عنها قالت: "كان رسول الله ﷺ يوحى إليه في حجر علي فلم يصل العصر حتى غربت الشمس فقال رسول الله ﷺ (اللهم إنه كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد الشمس) قالت أسماء: فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت"۔

و في لفظ للطبراني فطلعت عليه الشمس حتى وقفت على الجبال وعلى الأرض وقام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك بالصهباء"۔

(الخصائص الكبرى، ج ٢، ص ١٣٧/المعجم الكبير للطبراني، ج ٢٤، ص ١٤٧، الرقم ٣٩٠/ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ج ١، ص ٢٨٤/المواهب اللدنية، ج ٢، ص ٢٥٨)

ترجمه: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! بے شک علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا، لہذا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں: میں نے سورج غروب ہوتے ہوئے بھی دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہو گیا۔

اور طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: "آپ پر سورج طلوع ہوا یہاں تک کہ سورج پہاڑ اور زمین کے درمیان میں ٹھہر گیا، حضرت علی کھڑے ہوئے، وضو کیا اور نماز عصر ادا کی پھر سورج ڈوب گیا، یہ مقام صہباء کا واقعہ ہے۔

گزشتہ ان تین احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند سورج حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کے تابع ہیں، آپ حکم فرمائیں تو چاند انگلیوں کے اشارے پر چلے، حکم دیں تو چاند دو ٹکڑے ہو جائیں اور سورج کو حکم کریں تو دوبارہ پلٹ کر آ جاتا ہے۔

(الحديث الحادي عشر) گیارہویں حدیث(۱۱)

(مصطفی ﷺ مالک کونین)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال،قال رسول الله ﷺ :"بعثت بجوامع الكلم ونصرت بالرعب وبينا أنا نائم أتيت بمفاتيح خزائن الأرض فوضعت بين يدي".

(صحيح البخاري، الرقم ۷۰۱۳/صحيح مسلم ،الرقم ۵۲۳/الخصائص الكبرى، ج۲،ص۳۳۲/دلائل النبوة للبيهقي، ج۵،ص۴۷۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دشمن پر رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی(کہ دشمن دور سے ہی کانپتے ہیں)،اور مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے، میں سو رہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی کنجی لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

اس حدیث پاک سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ساری کائنات حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ملکیت ہے، حضور ﷺ کے قبضے میں ہے اور آپ سارے جہاں کے مالک ہیں، کائنات میں اب جس کو جو ملتا ہے آپ ہی کی بارگاہ سے ملتا ہے، یہ مضمون خود دیگر احادیث اور اقوال ائمہ سے ثابت ہے، چند احادیث واقوال ملاحظہ ہوں۔

آپ کی والدہ محترمہ، حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ جب سید عالم ﷺ کی ولادت ہوئی تو میں نے ایک منادی کو یوں کہتے سنا:

"بخ بخ قبض محمد ﷺ على الدنيا كلها لم يبق خلق من أهلها إلا دخل في قبضته"۔

یعنی واہ واہ! ساری دنیا محمد ﷺ کے قبضے میں دے دی گئی، دنیا کی کوئی مخلوق باقی نہ رہی مگر آپ کے قبضے میں آ گئی۔ (الخصائص الکبری للسیوطی، ج۱، ص۸۲)

حدیث میں خود حضور ﷺ فرماتے ہیں "إنما أنا قاسم والله يعطي" یعنی اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری، الرقم ۷۱)

امام ابن حجر ہیثمی فرماتے ہیں:

"انه خليفة الله الذي جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت إرادته يعطي منهما من يشاء ويمنع من يشاء".

یعنی بے شک (حضور سرورِ کائنات ﷺ) اللہ کے خلیفہ ہیں، اللہ تعالی نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے دستر خوان حضور کے دست قدرت اور آپ کے زیرِ حکم کر دیے ہیں، آپ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔

(الجوهر المنظم لابن حجر المكي الهيتمي، الفصل السادس، ص۸۰)

امام قسطلانی فرماتے ہیں:

"فهو خزانة السر، وموضع نفوذ الأمر، فلا ينفذ أمر إلا منه، ولا ينقل خير إلا عنه"۔

یعنی حضور سید عالم ﷺ راز الہی کا خزانہ ہیں اور حکم الہی کا نفاذ آپ ہی کی بارگاہ سے ہوتا ہے، تو ہر معاملہ آپ ہی کی بارگاہ سے نافذ ہوتا ہے اور ہر خیر آپ ہی کی بارگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔ (المواهب اللدنية، ج۱، ص۳۹)

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(الحديث الثاني عشر) بارہویں حدیث (۱۲)
(مصطفیٰ ﷺ مالک جنت)

(قال الراوی) حدثني ربيعة بن كعب الأسلمي رضی الله تعالیٰ عنه قال: كنت أبيت مع رسول الله ﷺ. فأتيته بوضوئه وحاجته. فقال لي: "سل" (و لفظ الطبراني يا ربيعة سلني فأعطيك) فقلت: أسألك مرافقتك في الجنة۔ قال: "أو غير ذلك؟" قلت: هو ذاك. قال: "فأعني على نفسك بكثرة السجود۔

(صحيح مسلم ،الرقم ٤٨٩/سنن ابي داود ،الرقم ١٣٢٠/مشكاة المصابيح الرقم ٨٩٦/المعجم الكبير للطبراني ،ج٥،ص٥٧، الرقم ٤٥٧٦ بتغير)

ترجمہ: (راوی کہتے ہیں) مجھے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا فرماتے ہیں کہ میں رات کو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہتا تھا (ایک رات) میں حضور کے لیے پانی اور ضرورت کی چیز لے کر آیا، (حضور ﷺ کا دریائے رحمت جوش میں تھا (ارشاد فرمایا: اے ربیعہ مجھ سے مانگو (جو مانگنا ہے) کہ میں تمہیں عطا فرماؤں، میں نے عرض کیا کہ میں جنت میں آپ کی رفاقت (پڑوس) مانگتا ہوں (کہ آپ مجھے جنت میں اپنا پڑوس عطا فرمادیں) تو حضور نے فرمایا اور بھی کچھ؟ میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے نفس پر سجدوں کی کثرت سے میری اعانت کرو۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالی کی عطا سے اس کی محبوب ﷺ جس طرح تمام کائنات کے مالک ہیں اسی طرح آپ جنت کے بھی

مالک ہیں کہ آپ جس کو چاہیں جنت عطا فرما سکتے ہیں، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ جس کو جو چاہیں عطا فرما سکتے ہیں تبھی تو حضور کے ارشاد فرمانے پر صحابی رسول حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے جنت کا سوال کیا۔

حضرت ملا علی قاری اور شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "ویؤخذ من إطلاقه علیه السلام الأمر بالسؤال أن الله تعالى مكنه من إعطاء كل ما أراد من خزائن الحق"۔

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مانگنے کا حکم مطلقاً دیا (یعنی کوئی قید نہ لگائی کہ دنیا یا عقبی کی کوئی چیز مانگو) تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو قدرت عطا فرمائی ہے کہ اللہ کے خزانوں میں سے جو چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکات المصابیح، ج ۲، ص ۵۶۷، تحت الحدیث ۸۹۶/لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۳۰)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی فرماتے ہیں: "إنه ﷺ كان يقطع أرض الجنة" ما شاء منها لمن شاء، "فأرض الدنيا أولى"

یعنی بے شک (اللہ تعالی نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دنیا و آخرت کی تمام زمینوں کا مالک بنا دیا ہے تو) آپ ﷺ جنت کی زمین میں سے جس کو چاہیں جتنا چاہیں عطا فرما سکتے ہیں تو دنیا کی زمین کا تو ذکر ہی کیا (کہ جب جنت کی زمین کے مالک ہیں تو دنیا کی زمین کے ضرور مالک ہیں)۔ (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، ج ۷، ص ۱۸۵)

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

(الحدیث الثالث عشر) تیرہویں حدیث (۱۳)

(آنکھ ٹھیک فرمانا)

عن قتادة بن النعمان بن زید رضی الله تعالیٰ عنه قال: أهدي إلى رسول الله ﷺ قوس فدفعها إلي يوم أحد فرميت بها بين يدي النبي ﷺ حتى اندقت سيتها ولم أزل في مقامي نصب وجه رسول الله ﷺ ألقي السهام ووجهي دونه، فكان آخرها سهم ندرت منه حدقتي فأخذتها وأنهزموا فأخذت حدقتي بيدي فسعيت بها في كفي إلى رسول الله ﷺ فلما رأى رسول الله ﷺ حدقتي في كفي دمعت عيناه فقال: "اللهم قتادة وقى نبيك عليه السلام بوجهه فاجعلها أحسن عينيه وأحدهما نظرا. وفي حديث منصور بن أحمد المعدل: فردها النبي ﷺ بيده فكانت أصح عينيه وأحدهما۔

(دلائل النبوة لابی نعیم الاصبهانی، ص ٤٨٤، الرقم ٤١٧/الخصائص الکبری، ج ١، ص ٣٦٠/المواهب اللدنية ج ٢، ص ٢٩٩/المعجم الکبیر للطبراني، ج ١٩، ص ٨ بتغیر)

ترجمہ: حضرت قتادہ بن نعمان بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک کمان ہدیہ کی گئی، (غزوہ) احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے وہ کمان مجھے عطا فرما دی، میں نے حضور ﷺ کے آگے سے اس کے ساتھ تیر پھینکنے شروع کر دیے، یہاں تک کہ اس کا سرا ٹوٹ گیا، میں اپنی جگہ کھڑا ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے تیروں کو روکتا رہا، اس حال میں کہ میرا چہرہ

حضور کے چہرے کے سامنے تھا، آخر میں ایک تیر میری آنکھ میں لگا جس سے میری آنکھ کا ڈیلا باہر نکل آیا، میں نے اس ڈیلے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور کفار شکست کھا کر بھاگ گئے، میں اس ڈیلے کو اپنے ہاتھ میں لیے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا (میری اس حالت کو دیکھ کر) حضور کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، اور دعا کی "اے اللہ جس طرح قتادہ نے اپنے چہرے کے ذریعے تیرے نبی کی حفاظت کی اسی طرح تو بھی اس کی حفاظت فرما، اور اس کی آنکھ کو دوسری آنکھ سے زیادہ خوب صورت اور تیز نظر والا بنادے"۔

منصور بن احمد معدل کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ڈیلے کو آنکھ میں رکھا تو وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح اور تیز نظر دیکھنے والی ہو گئی۔

سبحٰن اللہ! اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ روحانی طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ جسمانی طبیب بھی ہیں اور اللہ کے فضل سے لوگوں کی بیماریاں اور پریشانیاں دور کرنے والے ہیں۔

(الحديث الرابع عشر) چودہویں حدیث (۱۴)

(انگلیوں سے پانی کے چشمے بہانا)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: عطش الناس يوم الحديبية، والنبي ﷺ بين يديه ركوة فتوضأ، فجهش الناس نحوه، فقال: (ما لكم). قالوا: ليس عندنا ماء نتوضأ ولا نشرب إلا ما بين يديك، فوضع يده في الركوة، فجعل الماء يثور بين أصابعه كأمثال العيون، فشربنا وتوضأنا. قلت: كم كنتم؟ قال: لو كنا مائة ألف لكفانا، كنا خمس عشرة مائة۔

(صحيح البخاري، الرقم ۳۵۷۶/الخصائص الكبرى، ج۱، ص٤٠٦/الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ج۱، ص۲۸٦/دلائل النبوة للبيهقي، ج٤، ص١١٦)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے، اور حضور کے سامنے ایک پیالا تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا، تو لوگ آپ کی جانب دوڑے، حضور ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے، تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اسی پیالے میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا (حضرت جابر کا بیان ہے) ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا (حضرت سالم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا لیکن اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

(الحديث الخامس عشر) پندرہویں حدیث (۱۵)
(بکری اور بچوں کو زندہ فرمانا)

(قال الراوی) سمعت جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال "لما حفر الخندق رأيت بالنبي ﷺ خمصا شديدا، فانكفأت إلى امرأتي، فقلت: هل عندك شيء؟ فإني رأيت برسول الله ﷺ خمصا شديدا، فأخرجت إلي جرابا فيه صاع من شعير، ولنا بهيمة داجن فذبحتها، وطحنت الشعير، ففرغت إلى فراغي، وقطعتها في برمتها، ثم وليت إلى رسول الله ﷺ، فقالت: لا تفضحني برسول الله ﷺ وبمن معه، فجئته فساررته، فقلت: يا رسول الله ذبحنا بهيمة لنا وطحنا صاعا من شعير كان عندنا. فتعال أنت ونفر معك. فصاح النبي ﷺ فقال: (يا أهل الخندق إن جابرا قد صنع سورا، فحي هلا بكم). فقال رسول الله ﷺ: (لا تنزلن برمتكم، ولا تخبزن عجينكم حتى أجيء). فجئت وجاء رسول الله ﷺ يقدم الناس حتى جئت امرأتي، فقالت: بك وبك، فقلت: قد فعلت الذي قلت، فأخرجت له عجينا فبصق فيه وبارك، ثم عمد إلى برمتنا فبصق وبارك، ثم قال: (ادع خابزة فلتخبز معي، واقدحي من برمتكم ولا تنزلوها). وهم ألف، فأقسم بالله لقد أكلوا حتى تركوه وانحرفوا، وإن برمتنا لتغط كما

هي، وإن عجيننا ليخبز كما هو".

(صحيح البخاري، الرقم ۴۱۰۲/صحيح مسلم، الرقم ۲۰۳۹)

(و فی روایة)وكان رسول الله ﷺ يقول: كلوا ولا تكسروا عظما ثم إن رسول الله ﷺ جمع العظام في وسط الجفنة فوضع يده عليها ثم تكلم بكلام لم أسمعه إلا أني أرى شفتيه تتحركان فإذا الشاة قد قامت تنفض أذنيها فقال لي "خذ شاتك يا جابر، بارك الله لك فيها" فأخذتها ومضيت، وإنها لتنازعني أذنها حتى أتيت بها البيت، فقالت لي المرأة: ما هذه يا جابر؟ قلت: والله شاتنا التي ذبحناها لرسول الله ﷺ، دعا الله فأحياها، قالت: أنا أشهد أنه رسول الله، أنا أشهد أنه رسول الله، أنا أشهد أنه رسول الله).

(دلائل النبوة لابي نعيم، ص٦١٦، الرقم ٥٦٠/الخصائص الكبرى، ج٢، ص١١٢/المواهب اللدنية، ج٢، ص٢٩٧ باختصار)

و فی روایة "فدعا رسول الله ﷺ لهما بالحياة فاحياهم الله تعالى فقام واكل معه عليه السلام".

(عصيدة الشهدة شرح قصيدة البردة للعلامة عمر بن احمد الآفندی، ص ١٤٤ ہکذا فی مدارج النبوة مترجم، ج١، ص٢٦٠ بتغير ما)

ترجمه: (راوی کہتے ہیں) کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب خندق کھودی جارہی تھی تو میں نے حضور ﷺ کو سخت بھوک کی حالت میں دیکھا ہے، تو میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ بے شک آج میں نے حضور ﷺ کو سخت بھوک کی حالت میں دیکھا ہے، تو اس نے ایک برتن نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس ایک بکری کا بچہ

تھا، میں نے اس کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا پیسا، میرے فارغ ہونے تک وہ بھی فارغ ہو گئی، تو اس نے گوشت دیگچی میں ڈالا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجتے ہوئے کہا کہ مجھے رسول اللہ اور ان کے اصحاب کے سامنے رسوا نہ کرنا (یعنی کھانے کی مقدار کے مطابق لوگوں کو لانا)، تو میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں سرگوشی میں عرض کیا کہ ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں جو ہمارے پاس تھے، آپ اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ چلیں (اور کھانا کھالیں)، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر بلند آواز سے پکارا: اے اہل خندق! تمہارے لیے جابر نے کھانا بنایا ہے، تو سب چلو! اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ جب تک میں نہ آجاؤں اس وقت تک ہانڈی کو مت اتارنا اور آٹے کی روٹیاں مت بنانا، پھر میں آگیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیگر صحابہ کے ساتھ سب سے آگے آگے میرے گھر کی طرف آرہے تھے، جب میں اپنی بیوی کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ تمہارے لیے ایسا ایسا ہو (یعنی میں نے تو تمہیں تھوڑے لوگ لانے کا کہا تھا)، آپ نے فرمایا: میں نے (حضور ﷺ) سے وہی عرض کیا تھا جو تم نے کہا تھا، پھر میری بیوی نے گوندھا ہوا آٹا نکال کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر ہانڈی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں بھی لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر میری بیوی کو بلایا اور کہا کہ روٹیاں پکانے والیوں کو بلاؤ کہ تمھارے ساتھ روٹیاں پکائیں اور ہانڈی میں سے نکالو لیکن اس کو نیچے نہ اتارو، اور اس وقت کھانا کھانے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی اللہ کی قسم! سب نے کھایا

اور کھا کر چلے گئے اور ہماری ہانڈی ابھی اسی طرح ابل رہی تھی اور ہمارے آٹے سے روٹیاں پکائی جارہی تھی اور وہ اسی طرح تھا۔

ایک روایت میں مزید یہ الفاظ اور ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو، پھر آپ نے برتن کے درمیان میں ہڈیاں جمع فرمائیں، ان پر ہاتھ رکھا اور کچھ پڑھا جسے میں سن نہ سکا، ہاں میں نے آپ کے ہونٹوں کو حرکت کرتے دیکھا تو وہ ذبح کی ہوئی بکری کان جھاڑتے ہوئے کھڑی ہوگئی، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جابر اپنی بکری پکڑلو، اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت عطافرمائے، لہذا میں نے اسے لیا اور اس حال میں چل دیا کہ اس کے کان مجھ سے ٹکرارہے تھے حتی کہ میں گھر آگیا، مجھ سے میری بیوی نے کہا کہ اے جابر یہ کیا ہے؟ میں نے کہا "خدا کی قسم! یہ وہی بکری ہے جسے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ذبح کیا تھا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ فرمادیا، حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

(مزید "عصیدۃ الشھدۃ" میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب حضرت جابر کے دو بچوں نے بکری ذبح ہوتے دیکھا اور اس کی نقل کرتے ہوئے چھوٹے نے بڑے بھائی کو ذبح کردیا، پھر جب اس کی ماں نے یہ دیکھا تو روئی اور اس کے پیچھے دوڑی تو چھوٹا بیٹا گھبرا کر چھت پر بھاگا اور اس نے بھی چھت سے گر کر اپنی جان دے دی، ماں نے دونوں کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر رکھ دیا، آخر میں جب حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ نے کھانے کے لیے بچوں کو طلب فرمایا اور جب آخر

میں حضرت جابر نے سارا ماجرا عرض کیا تو) رسول اللہ ﷺ نے ان کے زندہ ہونے کی دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا، وہ دونوں اٹھے اور حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا۔

(الحدیث السادس عشر) سولھویں حدیث (١٦)
(بصارت مصطفی ﷺ)

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ : "إن الله قد رفع لی الدنیا، فأنا أنظر إلیها وإلی ما هو کائن فیها إلی یوم القیامة، کأنما أنظر إلی کفی هذه".

(المواهب اللدنیة، ج ٣، ص ١٢٩/مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج ٨، ص ٢٨٧، الرقم ١٤٠٦٧/ الخصائص الکبری، ج ٢، ص ١٨٥/حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ج ٦، ص ١٠١)

ترجمه: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو اٹھا دیا، تو میں دنیا اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو"۔

معلوم ہوا کہ دنیا کا ذرہ ذرہ حضور اقدس سید عالم ﷺ کی نگاہوں کے سامنے ہے ،اس مضمون کی دیگر کئی احادیث اور بھی موجود ہیں جیسا کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"إن الله زوی لي الأرض، فرأیت مشارقها ومغاربها"۔

(صحیح مسلم، الرقم ٢٨٨٩)

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔

ملکوت و ملک میں کوئی شے
نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(الحديث السابع عشر) سترہویں حدیث (۱۷)
(سماعتِ مصطفی ﷺ)

عن حكيم بن حزام رضي الله تعالىٰ عنه قال بينما رسول الله ﷺ في أصحابه إذ قال لهم تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شيء قال إني لأسمع أطيط السماء وما تلام ان تئط ما فيها موضع شبر إلا وعليه ملك ساجد او قائم.

(الخصائص الكبرى، ج ۱، ص ۱۱۳/المعجم الكبير للطبراني، ج ۳، ص ۲۰۱، الرقم ۳۱۲۲/حلية الاولياء وطبقات الاصفياء، ج ۲، ص ۲۱۷/المواهب اللدنية، ج ۲، ص ۱۷)

ترجمه: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے، حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم وہ آواز سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم تو کوئی آواز نہیں سن رہے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک میں آسمانوں کے چرچرانے کی آواز سن رہا ہوں، اور آسمانوں کا چرچرانا کوئی قابل ملامت نہیں (کیوں کہ) آسمان میں بالشت بھر بھی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ سجدے یا قیام کی حالت میں نہ ہو۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا دیکھنا اور سننا ہماری طرح نہیں، کہ ہم تو کچھ دور تک کا دیکھ سن سکتے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام تو آسمانوں کی چرچرانے کی آواز کو بھی سن لیتے ہیں، ایک حدیث میں خود فرماتے ہیں: "إني أرى ما لا ترون وأسمع ما لا تسمعون"۔ (سنن ترمذی، الرقم ۲۳۱۲)

بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

بلکہ جہاں بھر میں کوئی حضور ﷺ کو پکارے خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو آپ اس کی آواز سنتے ہیں، جیسا کہ خود فرماتے ہیں

"أسمع صلاة أهل محبتي و أعرفهم". (دلائل الخیرات، ص ۱۸)

اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔

ایک روایت یوں ہے کہ فرماتے ہیں:

"ليس من عبد يصلي علي إلا بلغني صوته حيث كان"۔

(سبل الهدى و الرشاد في سيرة خير العباد، ج ۱۲، ص ۳۵۸)

جو کوئی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو اس کی آواز مجھ کو پہنچتی ہے۔

سبحان اللہ! حضور ﷺ کی سماعت کیا کہنا کسی نے کیا خوب کہا:

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں
مصطفی کی سماعت پہ لاکھوں سلام

(الحدیث الثامن عشر) اٹھارہویں (١٨)
(عقلِ مصطفی ﷺ)

عن وهب بن منبه رحمة الله تعالىٰ عليه قال: قرأت إحدا وسبعين كتابا فوجدت في جميعها ان الله لم يعط جميع الناس من بدء الدنيا إلى انقضائها من العقل في جنب عقل محمد ﷺ إلا كحبة رمل من بين جميع رمال الدنيا وأن محمدا ﷺ أرجح الناس عقلا وأرجحهم رأيا.

(الخصائص الكبرى، ج ١، ص ١١٤/حلية الاولياء و طبقات الاصفياء، ج ٤، ص ٢٦/المواهب اللدنية، ج ٢، ص ١٠٤/حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين للنبهاني، ص ٤٨٨)

ترجمه: حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے اکہتر (٧١) آسمانی کتابیں پڑھی ہیں، میں نے ان تمام کتابوں میں (لکھاہوا) پایا کہ اللہ تعالی نے دنیاپیداہونے سے لے کر اس کی گزر جانے (ختم ہونے) تک تمام لوگوں کو جس قدر عقل عطا فرمائی ہیں یہ سب عقلیں، محمد رسول اللہ ﷺ کی عقل کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے دنیا بھر کے ریگستانوں کے مقابلے میں ایک ذرہ، اور بے شک نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ عقل اور رائے والے ہیں۔

عوارف المعارف میں (شیخ الشیوخ، شیخ شہاب الدین سہر وردی نے) بعض علما سے نقل کیاہے کہ پوری عقل کے سو حصے ہیں ان میں سے ننانوے حصے حضور اکرم ﷺ میں ہیں اور ایک حصہ تمام مسلمانوں میں، (شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں) کہ اگر وہ یوں کہیں کہ عقل کے ہزار حصے ہیں جن میں سے نو

سو ننانوے حصے حضور میں ہیں اور ایک حصہ تمام لوگوں میں تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ اس لیے کہ جب آپ میں بے نہایت کمال ثابت ہے تو جو کچھ بھی کہا جائے گا بجا ہو گا۔(مدارج النبوۃ مترجم، ج ۱، ص ۵۶)

(الحديث التاسع عشر) انیسویں حدیث(۱۹)

(پیکر حسن وجمال ﷺ کا خوشبودار پسینہ)

عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال: كان في رسول الله ﷺ خصال لم يكن في طريق فيتبعه أحد إلا عرف انه قد سلكه من طيب عرقه أو عرفه ولم يكن يمر بحجر ولا شجر إلا سجد له.

(الخصائص الكبرى، ج ١، ص ١١٤/دلائل النبوة للبيهقي، ج ٦، ص ٦٩/المواهب اللدنية، ج ٢، ص ٨٨/دلائل النبوة لابي نعيم، ص ٤٤٣، الرقم ٣٦٣ باختصار)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں چند خصلتیں تھیں، جب حضور ﷺ کوئی راستہ طے فرماتے تو آپ کے پسینے کی خوش بو سے معلوم ہو جاتا کہ حضور ﷺ اس راہ سے گزرے ہیں اور حضور جس بھی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ کو سجدہ کرتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ہر شے باکمال رکھی کہ اگر ہمیں پسینہ آئے تو بدبو پھیل جائے لیکن حضور ﷺ کے پسینے کا یہ حال کہ جن گلی کوچوں سے نکل جائیں وہ گلیاں مہک جائیں اور گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہاں سے رحمت عالم ﷺ کا گزر ہوا ہے۔

بلکہ صحابہ کا حال تو یہ تھا کہ آپ کے پسینہ مبارک کو بطور عطر استعمال کرتے تھے چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میری والدہ ایک شیشی میں حضور ﷺ کا پسینہ بھرنے لگیں حضور ﷺ کے استفسار کرنے پر عرض کرنے لگیں: "هذا عرقك نجعله في طيبنا وهو من أطيب الطيب "یعنی ہم آپ کے پسینے کو

خوشبو کے طور پر استعمال کرتے ہیں کیوں کہ یہ سب سے عمدہ خوش بو ہے۔
(صحیح مسلم، الرقم ۲۳۳۱)

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نا پھر چاہے دلھن پھول

(الحديث العشرون) بیسویں حدیث (۲۰)
(حسن مصطفی ﷺ)

عن جابر بن سمرة رضی الله تعالیٰ عنه قال:" رأيت رسول الله ﷺ في ليلة إضحيان، فجعلت أنظر إلى رسول الله ﷺ وإلى القمر، وعليه حلة حمراء، فإذا هو عندي أحسن من القمر".

(سنن الترمذی، الرقم ۲۸۱۱/دلائل النبوة للبیهقی، ج ۱، ص ۱۹۶/الخصائص الکبری، ج ۱، ص ۱۲۳/سنن الدارمی، ج ۱، ص ۲۰۲، الرقم ۵۸)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا، اس وقت حضور ایک سرخ (دھاری دار) حلہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے، تو کبھی میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو (اور سوچنے لگا کہ ان میں کون زیادہ خوب صورت ہے، بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا) کہ حضور ﷺ چاند سے زیادہ حسین اور خوب صورت ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ سرور کائنات ﷺ چاند سے بھی زیادہ حسین ہیں، اور حقیقت تو یہ ہے کہ چاند کا تو ذکر ہی کیا کائنات کا کوئی انسان بلکہ کوئی شے حضور ﷺ سے بڑھ کر حسین نہ ہوئی ہے نہ ہوگی، رخِ مصطفی کارخانۂ قدرت کا وہ عظیم شاہکار کہ وہ اپنی مثال آپ ہے، جہاں بھر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا بڑا شہرہ ہے اور بے شک آپ بڑے حسین و جمیل تھے کہ جو حسن و جمال آپ کو ملا وہ کسی نبی، رسول بلکہ کسی مخلوق کو بھی نہ ملا لیکن حسن مصطفوی حسن یوسفی پر بھی فائق ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نصف حسن عطا ہوا

اور مصطفی کریم ﷺ کو کامل حسن عطا کیا گیا۔(الخصائص الکبری، ج۲، ص۳۰۹)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا:

وأحسن منك لم تر قط عيني

وأجمل منك لم تلد النساء

یعنی آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں (اور بھلا دیکھتی بھی کیسے) کہ آپ سے زیادہ خوب صورت کسی ماں نے کبھی جنا ہی نہیں۔اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا وہ شعر بھی کیا کمال ہے، فرماتی ہیں۔

فلو سمعوا في مصر أوصاف خده

لما بذلوا في سوم يوسف من نقد

لواحي زليخا لو رأين جبينه

لآثرن بالقطع القلوب على الأيدي

یعنی:-اگر آپ کے رخسار مبارک کے اوصاف اہل مصر سن پاتے تو حضرت یوسف کی قیمت لگانے میں مال وزر نہ لٹاتے۔اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ کی جبین انور (پیشانی) دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے کاٹنے پر دلوں کے کاٹنے کو ترجیح دیتی (یعنی ہاتھوں کی بجائے اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں)۔(المدیح النبوی، ص۶۳)

حضور ﷺ کے حسن کا یہ عالم تو تب ہے جب کہ آپ کے حسن پر رب ذوالجلال نے پردے ڈال دیے تھے، اور آپ کا کامل حسن ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا، اور اگر حضور ﷺ کا حسن ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں حضور ﷺ کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتیں۔(المواهب اللدنيه، ج۲، ص۵)

بلکہ امام قسطلانی مزید فرماتے ہیں: "اعلم أن من تمام الإيمان به صلى الله

عليه وسلم الإيمان بأن الله تعالى جعل خلق بدنه الشريف على وجه لم يظهر قبله ولا بعده خلق آدمي مثله"۔

یعنی۔ آدمی کا ایمان اس وقت تک کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس بات پر ایمان نہ لے کر آئے کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو ایسا بنایا ہے کہ آپ ﷺ کے جیسا پہلا کبھی کوئی پیدا ہوا نہ آپ ﷺ کے بعد ایسا کوئی پیدا ہو گا۔

(المواهب اللدنية، بالمنح المحمدية ج ٢، ص ٥، ونحوه في المواهب اللدنية شرح الشمائل المحمدية للباجوري، ص ٣٣ بتغير ما)

حضرت مولائے کائنات علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

يقول ناعته: لم أر قبله ولا بعده مثله ﷺ"۔

یعنی آپ کے اوصاف بیان کرنے والا بس یہی کہتا ہے کہ میں نے حضور ﷺ جیسانہ آپ سے پہلے کوئی دیکھا نہ آپ کے بعد کوئی دیکھا۔

(الشمائل المحمدية، ص٢١)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

إذ ليس في الناس من يماثله في الجمال ولا في خلق من يشابهه على وجه الكمال"۔

یعنی بھلا ایسا کیوں نہ ہو، کیوں کہ تمام انسانوں میں کوئی ایسا ہے ہی نہیں جو حضور اقدس ﷺ کے مشابہ ہو نہ حسن و جمال میں نہ اخلاق و کردار میں۔

(جمع الوسائل في شرح الشمائل، ج١، ص٢٩)

بالجملہ حسن محمدی کے بیان میں بالآخر انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے

"ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں بالا تری"

یعنی میں تیرے حسن کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے کیوں کہ تیرا حسن اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

(الحديث الحادي و العشرون) اکیسویں حدیث (٢١)
(لعاب مصطفی ﷺ)

عن وائل بن حجر رضی الله تعالیٰ عنه قال أتي النبي ﷺ بدلو من ماء فشرب من الدلو ثم صب في البئر أو قال ثم مج في البئر ففاح منها مثل رائحة المسك.

(الخصائص الکبری، ج ١، ص ١٠٥/دلائل النبوة للبيهقي، ج ١، ص ٢٥٧/مسند احمد بن حنبل، ج ٣١، ص ١٣٤، الرقم ١٨٨٣٨/المواهب اللدنية، ج ٢، ص ٢٠)

ترجمه: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پانی کا ایک ڈول لایا گیا تو آپ نے اس ڈول سے پانی پیا پھر کنویں میں کلی فرمائی تو اس کنویں سے مشک جیسی خوش بو آنے لگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے لعاب دہن کی بھی کیا ہی نرالی شان ہے، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمارے گھر کے کنویں میں لعاب دہن (اپنا تھوک) ڈال دیا "فلم يكن بالمدينة بئر أعذب منها" تو پورے مدینے میں اس سے زیادہ میٹھا کنواں کوئی نہ تھا۔ (الخصائص الکبری، ج ا، ص ١٠٥)

الغرض آپ ﷺ کی ہر شے نرالی ہے، آپ ﷺ کے ہاتھ، پیر، لعاب و چشمان مبارک ہماری طرح نہیں کہ ہم تھوکیں تو لوگ گھن کرنے لگیں اور حضور ﷺ تھوکیں تو کنویں سے مشک کی خوشبوئیں آنے لگیں، کنویں میٹھے ہو جائیں، ان سب کے باوجود حضور ﷺ کو اپنی طرح کہنا یا سمجھنا حد درجہ حماقت و جہالت ہے۔

(الحديث الثاني و العشرون) بائیسویں حدیث (۲۲)

(سخاوت مصطفی ﷺ)

(قال الراوی) سمعت جابرا رضي الله تعالى عنه يقول"ما سئل النبي ﷺ عن شيء قط فقال: لا".

(صحيح البخاري، الرقم ۶۰۳۴/صحيح مسلم، الرقم ۲۳۱۱/الادب المفرد للبخاری، ص ۱۰۷، الرقم ۲۹۸/الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ج۱، ص۱۱۱/ المواہب اللدنيه، ج۲، ص۱۳۷)

ترجمه: (راوی کہتے ہیں) کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا کہ: " آپ ﷺ سے کبھی بھی کسی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے کبھی "لا"(یعنی نہیں کہ میں نہیں دیتا) نہیں فرمایا۔

حضور ﷺ کی شانِ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ سے کسی سائل نے کچھ مانگ لیا تو آپ نے کبھی اس کو "لا" یعنی نہیں نہ فرمایا بلکہ اگر میسر ہوا تو اس کو فوراً عطا فرمادیا ورنہ خاموش ہو جاتے ہیں۔

(مأخوذ من فتح الباری شرح صحيح البخاری، ج۱۰، ص۵۶۲/عمدة القاری شرح صحيح البخاری، ج ۲۲، ص۱۸۷، تحت الحديث ۶۰۳۴)

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(الحديث الثالث و العشرون) تیئیسویں حدیث (۲۳)

(تو زندہ ہے واللہ)

عن علي بن أبي طالب قال: "قدم علينا أعرابي بعدما دفنا رسول الله ﷺ بثلاثة أيام، فرمى بنفسه على قبر النبي ﷺ، وحثا من ترابه على رأسه، وقال: يا رسول الله قلت فسمعنا قولك، ووعيت عن الله، فوعينا عنك، وكان فيما أنزل الله عليك: ﴿ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما﴾، وقد ظلمت نفسي وجئتك تستغفر لي فنودي من القبر: أنه قد غفر لك.

(كنز العمال، ج ٢، ص ٣٨٥، الرقم ٤٣٢٢/وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، ج ٤، ص ١٨٦/الحاوى للفتاوى للسيوطى، ج ٢، ص ٣١٥/الجامع لاحكام القرآن للقرطبى، ج ٥، ص ٢٦٥، سورة النساء، تحت الآية ٦٤/مدارك التنزيل، ج ١، ص ٣٧٠، تحت هذه الآية/سبل الهدى و الرشاد في سيرة خير العباد، ج ١٢، ص ٣٨١)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے دفن کرنے کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا، اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: "یارسول اللہ ﷺ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاد کیا اور ہم نے آپ سے یاد کیا، اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے "ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما" (یعنی اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے

تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) میں نے بے شک اپنی
جان پر ظلم کیا اور آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش
چاہنے حاضر ہوا ہوں (تو آپ میرے گناہ کی بخشش کرائیں) اس پر قبر
شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کر دی گئی۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں فریاد کرنے والوں کی فریاد سنتے ہیں، اس حدیث کے علاوہ اور بھی کثیر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیا اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، جیسا کہ ایک حدیث ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: "إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء، فنبي الله حي يرزق"۔ (سنن ابن ماجة، الرقم ۱۶۳۷)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

قاضی ابو بکر بن عربی فرماتے ہیں:

"لأنه ﷺ وسائر الأنبياء أحياء ردت إليهم أرواحهم بعد ما قبضوا وأذن لهم بالخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي". (الحاوی للفتاوی، ج۲، ص۳۱۷/روح المعانی، ج۱۱، ص۲۱۵/سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ۴۰)

یعنی حضور اقدس ﷺ اور تمام انبیا زندہ ہیں، ان کی روحیں قبض کیے جانے کے بعد دوبارہ ان کو لوٹا دی گئیں، اور ان کو اپنی قبروں سے باہر نکلنے اور عالم علوی و سفلی (زمین و آسمان) میں تصرف کرنے کی اجازت ہے۔

تو زندہ ہے و اللہ تو زندہ ہے و اللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

(الحديث الرابع و العشرون) چوبیسویں حدیث (۲۴)

(حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا)

عن ذکوان رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله ﷺ لم یکن یری له ظل في شمس ولا قمر.

(الخصائص الکبری، ج ۱، ص ۱۱۶/سبل الهدی و الرشاد في سیرة خیر العباد، ج ۲، ص ۹۰/شرح الشفاء للملا علي القاری، ج ۱، ص ۷٥٤/حجة الله علی العالمین في معجزات سید المرسلین، ص ٤٨٩)

ترجمہ: حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔

حضور انور ﷺ کا سایہ نہ ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اس لیے حضور اقدس ﷺ کا سایہ موجود ہی نہیں تھا۔

(ملخصاً من الخصائص الکبری، ج ۱، ص ۱۱۶/الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، ج ۱، ص ۳٦٨)

(الحديث الخامس و العشرون) پچیسویں حدیث (۲۵)

(حضرت انس کا عجیب رومال)

عن عباد بن عبد الصمد قال أتينا أنس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه فقال يا جارية هلمي المائدة نتغدى فأتت بها ثم قال هلمي المنديل فأتت بمنديل وسخ فقال اسجري التنور فأوقدته فأمر بالمنديل فطرح فيه فخرج أبيض كأنه اللبن فقلنا ما هذا قال هذا منديل كان رسول الله ﷺ يمسح به وجهه فإذا اتسخ صنعنا به هكذا لأن النار لا تأكل شيئا مر على وجوه الأنبياء عليهم الصلاة والسلام.

(الخصائص الكبرى، ج ٢، ص ١٣٤/شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، ج ٧، ص ٨٣/سبل الهدى و الرشاد في سيرة خير العباد، ج ١٠، ص ٢٦٦/شواهد النبوة مترجم، ص ٢٣٥)

ترجمہ: حضرت عباد بن عبد الصمد سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے تو آپ نے (اپنی کنیز سے فرمایا) اے کنیز! دستر خوان لاؤ تاکہ ہم کھانا کھائیں، تو وہ دستر خوان لائی، پھر فرمایا: "رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو کہ میلا تھا، تو آپ نے حکم فرمایا تنور گرم کرو، تو اس نے تنور گرم کیا پھر آپ نے حکم دیا کہ رومال کو تنور میں ڈال دو، رومال کو تنور میں ڈال دیا گیا، جب رومال کو تندور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح سفید تھا، ہم نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور (جلانے کی بجائے اس کو) خوب صاف کر دیا؟ انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ اس رومال سے اپنا چہرۂ مبارک

پونچھا کرتے تھے، اور جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسے ہی کرتے ہیں (یعنی آگ میں ڈال دیتے ہیں اور وہ صاف ہو جاتا ہے)، کیوں کہ آگ اس چیز کو نہیں کھا سکتی (یعنی نہیں جلا سکتی) جو چیز انبیا کے چہرے سے مس ہو جائے۔ (یعنی ان کے چہروں سے لگ جائے)۔

(الحدیث السادس و العشرون) چھبیسویں حدیث(۲۶)

(دیدارِ خدا)

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه ، قال: قال رسول الله ﷺ: " رأیت ربي تبارك و تعالی.

(مسند احمد بن حنبل، ج۴، ص۳۵۰، الرقم ۲۵۸۰/الخصائص الکبری، ج۱، ص۲۶۷/الجامع الصغیر، ص۲۶۸، الرقم ۴۳۷۷/سبل الهدی و الرشاد في سیرة خیر العباد، ج۳، ص۶۳)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:"میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کا دیدار کیا"۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے اللہ تعالی کا دیدار کیا اور یہ دیکھنا اپنے سر کی آنکھوں سے تھا، یہ حضور ﷺ کا وہ عظیم اعجاز اور بے مثال معجزہ ہے جو آپ سے پہلے کسی کو نہ عطا ہوا نہ کبھی عطا ہو گا، جتنے نبی رسول آئے کسی نے اللہ عزوجل کا سر کی آنکھوں سے دیدار نہ کیا تھا لیکن یہ حضور ﷺ کی شان ہے کہ آپ کو شبِ معراج اللہ تعالی نے لامکاں پر بلا کر سر کی آنکھوں سے اپنا دیدار کرایا۔

بلکہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے منقول ہے:"کان یحلف بالله لقد رأی محمد ربه" کہ آپ اللہ کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ محمد مصطفی ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، ج۱، ص۱۹۷)

(الحديث السابع و العشرون) ستائیسویں حدیث (۲۷)

(از ابتدا تا انتہا سب کچھ بتادیا)

قال الراوي: سمعت عمر رضي الله تعالیٰ عنه يقول:
قام فينا النبي ﷺ مقاما، فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم، حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه.

(صحيح البخاري، الرقم ۳۱۹۲/مشكوة المصابيح، الرقم ٥٦٩٩/كنز العمال، ج ٦، ص ١٦٠، الرقم ١٥٢١٩/البداية و النهاية، ج ١، ص ٧)

ترجمہ: (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو فرماتے سنا کہ "ایک بار سید عالم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، پھر آپ ﷺ نے مخلوق کے پیدا ہونے سے لے کر جنتیوں کے جنت میں اور جہنمیوں کے جہنم میں جانے تک سارے حالات ہمیں بتائے، جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے محبوب حضور سرورِ کائنات ﷺ کو دنیا کے پیدا ہونے سے لے کر ختم ہونے تک جو ہوا اور جو ہو گا بلکہ اس سے بھی زیادہ علوم عطا فرما دیے، تبھی تو حضور ﷺ نے ایک ہی مجلس میں دنیا بننے سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک بلکہ قیامت اور حشر و نشر کے حالات، جنت اور دوزخ میں جانے تک کے سارے احوال بیان فرما دیے۔

بلکہ دوسری روایت میں یہ ماکان ومایکون کے صریح الفاظ موجود ہیں جیسا کہ

صحابیِ رسول حضرت عمرو بن اخطب انصاری فرماتے ہیں: "فأخبرنا بما كان بما هو كائن" یعنی حضور ﷺ نے ہمیں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ بتادیا۔(صحیح مسلم، الرقم ۲۸۹۲)

اب یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ وقت کے تھوڑے سے حصہ میں یہ ساری باتیں بتانا کس طرح ممکن ہے؟

اس کا جواب ہمارے علما نے بیان فرمایا، جیسا کہ امام بدر الدین عینی حنفی فرماتے ہیں:

"و في إيراد ذلك كله في مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة"۔

یعنی حضور ﷺ کا یہ تمام تر حالات ایک ہی مجلس میں بیان فرمانا یہ آپ کا عظیم معجزہ ہے۔

(عمدة القاری، ج ۱۵، ص ۱۵۱، تحت هذا الحديث)

یہی جواب حافظ ابنِ حجر عسقلانی اور ملا علی قاری نے بھی بیان فرمایا۔

(فتح الباری، ج ٦، ص ٣٤٩ تحت هذا الحديث /مرقاة المفاتيح، ج ١٠، ص ٣٦٦، تحت الحديث ٥٦٩٩)

(الحديث الثامن و العشرون) اٹھائیسویں حدیث (۲۸)
(علم غیب مصطفی ﷺ)

عن أبي ذر رضي الله تعالىٰ عنه ، قال: "لقد تركنا رسول الله ﷺ وما يتقلب في السماء طائر إلا ذكرنا منه علماً"۔

(مسند أحمد بن حنبل، ج ۳۵، ص ۳٤٦، الرقم ۲۱٤۳۹/الخصائص الكبرى، ج ۲، ص ۱۸٤/المعجم الكبير للطبراني، ج ۲، ص ۱۵۵، الرقم ۱٦٤٧ بتغير قليل/المواهب اللدنية، ج ۳، ص ۱۳۰ بتغير قليل/الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ج ۱، ص ۳۳٦ بتغير قليل)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور ﷺ نے ہمیں بیان نہ فرمایا ہو۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں: "هذا تمثيل لبيان كل شيء تفصيلا تارة وإجمالا أخرى" یعنی یہ صحابی رسول حضرت ابو ذر غفاری نے مثال دے کر سمجھایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہر چیز بیان فرمادی کوئی تفصیلاً کوئی اجمالاً۔

(نسیم الریاض شرح شفاء للقاضی عیاض، ج ٤، ص ۱۵۲

یہی بات امام زرقانی نے بیان کی اور مزید اس کی توضیح کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے: "والمعنى لم يدع شيئا إلا بينه لنا" یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جس کے بارے میں ہمیں نہ بتایا ہو۔

(شرح الزرقانی علی المواهب، ج ۱۰، ص ۱۲٦)

فائدہ:- ذکر کردہ ان دو احادیث سے حضور ﷺ کی وسعت علمی کے

ساتھ ساتھ علم غیب کا بھی واضح ثبوت ملتا ہے، ظاہر ہے کہ حضور اکرم نے ﷺ آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دی جو کہ غیب ہے۔

اس پر مختصر سے تبصرے سے قبل غیب کی تعریف کر دینا بہتر ہو گا کہ اولاً معلوم ہو کہ غیب کسے کہتے ہیں۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی غیب کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"الغيب هو الذي يكون غائبا عن الحاسة"یعنی غیب وہ ہے جو حواس سے چھپا ہو۔(التفسير الكبير للرازی،ج ٢،ص ٢٧٣،سورة البقرة،تحت الآية ٣)

قاضی بیضاوی نے کچھ مزید الفاظ کے ساتھ یوں فرمایا

"الخفي الذي لا يدركه الحس ولا تقتضيه بديهة العقل".

(تفسير البيضاوی،ج ١،ص ٣٨،تحت هذه الآية)

یعنی غیب اس چھپی ہوئی چیز کو کہتے ہیں جس کو نہ حواس (یعنی سننے، دیکھنے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے) سے پا سکیں اور نہ بداہۃ عقل اس کا تقاضا کرے۔

اس تعریف سے واضح ہے کل کیا ہو گا، دیوار کے پیچھے کیا ہے وہ سب غیب ہے بلفظ دیگر چھپی شی کو غیب کہتے ہیں۔

اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو دنیا پیدا ہونے سے لے کر ختم ہونے تک تمام باتوں کا علم عطا فرما دیا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔

بلکہ اس سے بھی زائد کثیر علوم حضور ﷺ کو عطا فرمائے جن کو صرف ان کا رب ہی جانتا ہے۔

اس پر چند آیات و احادیث اور اقوال علما ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ اللہ کریم قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:"خلق الانسان علمه البيان"یعنی اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان سکھایا۔

اس آیت کریمہ کا معنی بیان کرتے ہوئے امام خازن ارشاد فرماتے ہیں: "أراد بالإنسان محمدا ﷺ علمه البيان يعني بيان ما يكون وما كان"یعنی اس آیت میں انسان سے مراد محمد مصطفی ﷺ ہیں اور بیان سکھانے سے مراد ماکان ومایکون (یعنی جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو گا) کا علم ہے۔

(تفسير الخازن، ج ٤، ص ٢٢٥، سورة الرحمن، تحت الآية ٣'٤)

یہی بات امام ابن جوزی، امام بغوی، امام قرطبی، اور علامہ صاوی نے بھی اسی آیت کے تحت بیان فرمائی ہے۔

(زاد المسير لابن الجوزي، ج ٤، ص ٢٠٦ /تفسير البغوي، ج ٤، ص٣٣١ /تفسير القرطبي، ج ١٧، ص ١٥٢/حاشيه الصاوي على تفسير الجلالين، ج ٦، ص ٣٦)

نیز ایک حدیث میں ارشاد ہوا:

"فرأيته وضع كفه بين كتفي حتى وجدت برد أنامله بين ثدي، فتجلى لي كل شيء وعرفت".

یعنی میں نے دیکھا کہ اللہ تعالی نے اپنا دست قدرت میرے کاندھوں کے درمیان رکھا حتی کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، تو میرے لیے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔(سنن الترمذي، الرقم ٣٢٣٥)

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

"فعلمت ما في السماوات وما في الأرض"۔

یعنی میں نے جان لیا اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

(سنن الترمذي، الرقم ٣٢٣٣)

بلکہ امام قسطلانی فرماتے ہیں

"إذ لا فرق بين موته وحياته في مشاهدته لأمته ومعرفته بأحوالهم وعزائمهم وخواطرهم، وذلك عنده جلي لأ خفاء به"۔

(المواهب اللدنية، ج ۳، ص ۵۹۵)

یعنی حضور اقدس ﷺ اپنی ظاہری زندگی میں بھی اور اپنے وصال کے بعد میں بھی بغیر کسی فرق کے اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کی حالتوں، نیتوں اور دل کے خطرات کو جانتے ہیں، اور یہ سب کچھ حضور ﷺ پر روشن ہے اس میں کچھ بھی آپ ﷺ پر چھپا ہوا نہیں ہے۔

یہی بات امام ابن حاج مکی نے مدخل میں بیان فرمائی۔

(المدخل لابن حاج، ج ۱، ص ۲۵۹)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماکان وما یکون کا علم جانتے ہیں بلکہ دلوں میں آنے والے خیالات سے بھی واقف ہیں۔

اس مختصر میں مزید کی گنجائش نہیں، ورنہ اس پر سینکڑوں دلائل قرآن و حدیث اور ائمہ وصوفیا کے اقوال میں موجود ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(الحديث التاسع و العشرون) انتیسوی حدیث (۲۹)

(حضور ﷺ کے تشریعی اختیارات)

عن عمارة بن خزيمة أن عمه حدثه، وهو من أصحاب النبي ﷺ أن النبي ﷺ ابتاع فرسا من أعرابي، فاستتبعه النبي ﷺ ليقضيه ثمن فرسه، فأسرع النبي ﷺ المشي وأبطأ الأعرابي، فطفق رجال يعترضون الأعرابي فيساومونه بالفرس، ولا يشعرون أن النبي ﷺ ابتاعه (و في رواية المواهب حتى زادوا على ثمنه) فنادى الأعرابي رسول الله ﷺ فقال إن كنت مبتاعا هذا الفرس وإلا بعته، فقام النبي ﷺ حين سمع نداء الأعرابي فقال: أو ليس قد ابتعته منك؟ فقال الأعرابي: لا، والله ما بعتكه، فقال النبي ﷺ "بلى قد ابتعته منك" فطفق الأعرابي يقول: هلم شهيدا، فقال خزيمة بن ثابت: أنا أشهد أنك قد بايعته، فأقبل النبي ﷺ على خزيمة فقال: "بم تشهد"؟ فقال: بتصديقك يا رسول الله (و في رواية المواهب أنا أصدقك على خبر السماء، ألا أصدقك على خبر ذا الأعرابي) فجعل رسول الله ﷺ شهادة خزيمة بشهادة رجلين.

(سنن ابي داود، الرقم ٣٦٠٧/سنن النسائي، الرقم ٤٦٥٦/الخصائص الكبرى، ج ٢، ص ٤٥٩/كنز العمال، ج ١٣، ص ٣٨٠، الرقم ٣٧٠٣٩، المواهب اللدنية، ج ٢، ص ٣٨٨)

ترجمہ: حضرت عمارہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا جو حضور ﷺ

کے صحابہ سے ہیں انہوں نے ان کو بتایا کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ایک اعرابی (دیہاتی) سے گھوڑا خریدا، اور اسے پیچھے آنے کے لیے فرمایا تاکہ اس کی قیمت اس کو ادا کر دیں، حضور ﷺ تیز رفتاری سے چلے اور وہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا، لوگ اعرابی کے سامنے گزرنے لگے اور اس گھوڑے کا سودا کرنے لگے، ان لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس گھوڑے کو خرید لیا ہے، حتی کہ انھوں نے اس اعرابی سے گھوڑے کی قیمت اس سے زیادہ لگائی (جس قیمت پر اس نے وہ گھوڑا حضور ﷺ کے ہاتھوں بیچا تھا، جب اس کی قیمت زیادہ لگی)

تو اس اعرابی نے حضور ﷺ کو آواز دی اور کہا اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہیں (تو خرید لیں)، ورنہ میں اسے بیچ دیتا ہوں، حضور نبی کریم ﷺ نے جب اعرابی کی آواز سنی تو کھڑے ہو گئے اور کہا: کیا میں نے یہ گھوڑا تم سے نہیں خرید لیا ہے؟

اس اعرابی نے کہا نہیں، خدا کی قسم میں نے اس کو آپ کے ہاتھ نہیں بیچا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نے اس گھوڑے کو تم سے خرید لیا ہے، تو وہ اعرابی کہنے لگا: آپ کوئی گواہ لائیں (جو گواہی دے کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ بیچا ہے)، تو حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے یہ گھوڑا حضور ﷺ کو بیچا ہے، تو حضور نبی کریم ﷺ حضرت خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم کس بنا پر گواہی دیتے ہو؟ (حالاں کہ تم تو اس وقت وہاں موجود نہیں تھے)۔

تو حضرت خزیمہ نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ کی تصدیق کی بنا پر، اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: "میں آسمان کی خبر میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں

تو کیا اس اعرابی کے مقابلے میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا"

(یہ سن کر) حضور نبی مختار ﷺ نے (اکیلے) حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر فرمادی۔

ویسے تو دو گواہوں کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے لیکن یہ حضور ﷺ کا خاص اختیار ہے کہ آپ نے حضرت خزیمہ کی تنہا گواہی کو دو شخصوں کی گواہی کے قائم مقام قرار دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی مختار ﷺ کو اختیار ہے کہ آپ جس کے لیے جو چیز چاہیں حلال فرمادیں اور جس کے لیے جو چیز چاہیں حرام فرمادیں، اس کی کثیر مثالیں کتب احادیث میں ملتی ہیں۔

مثلاً ایک شخص کو بجائے پانچ کے صرف دو نماز پڑھنے کی اجازت دینا، حضرت براء کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننے کو جائز قرار دینا، حضرت علی مرتضی کے لیے جنابت (یعنی ناپاکی) کی حالت میں بھی مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دیناوغیرہ۔(انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب للسیوطی، ص ۲۰۱ الی ۲۰۶)

اس پر چند تصریحات علمائے اعلام کی ملاحظہ فرمائیں۔

امام نووی فرماتے ہیں: "و للشارع أن یخص من العموم ما شاء" یعنی حضور نبی کریم ﷺ کو اختیار ہے کہ اپ عام حکم میں سے جو چاہیں خاص کر دیں۔(شرح النووی علی مسلم، ج ٦، ص ٢٣٨)

امام قسطلانی فرماتے ہیں:

"و من خصائصه ﷺ أنه كان ﷺ یخص من شاء بما شاء من الأحکام"۔

یعنی حضور کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ جس کو چاہیں جس حکم کے ساتھ چاہیں خاص فرماسکتے ہیں۔

تقریباً یہی بات امام جلال الدین سیوطی اور ملا علی قاری نے بیان فرمائی ہے۔

(انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب، ص ۲۰۱/مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵٦۷، تحت الحدیث ۸۹٦)

(الحديث الثلاثون) تیسویں حدیث (۳۰)

(اللہ تعالی کا حضور ﷺ کی قسمیں کھانا)

عن ابن عباس رضی الله قال: ما خلق الله تعالى وما ذرأ نفسا اكرم عليه من محمد ﷺ وما حلف الله تعالى بحياة احد قط الا بحياة محمد ﷺ فقال "لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون".

(الخصائص الكبرى، ج ٢، ص ٣٢٢/دلائل النبوة للبيهقي، ج ٥، ص ٤٨٨/دلائل النبوة لابي نعيم، الرقم ٢١/المواهب اللدنية، ج ٢، ص ٥٧٣ بالفاظ مقاربة)

ترجمه: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے نہ ایسا کوئی بنایا نہ پیدا کیا جو اسے محمد ﷺ سے زیادہ عزیز اور پیارا ہو، اللہ تعالی نے کبھی محمد مصطفی ﷺ کی زندگی کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم نہ یاد فرمائی (اور حضور کی زندگی کی قسم کھائی) تو ارشاد فرمایا: "مجھے تیری جان کی قسم، بے شک وہ کافر اپنے نشے میں بھٹک رہے ہیں"۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے محبوب سے کس قدر محبت فرماتا ہے کہ اس نے آپ ﷺ کی زندگی کی قسم ارشاد فرمائی جب کہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی نبی یا رسول کی قسم یاد نہ فرمائی، اور درحقیقت آپ ﷺ کی قسم ارشاد فرمانا اسی لیے ہے تاکہ لوگوں پر حضور ﷺ کی عظمت، آپ کا مقام مرتبہ ظاہر ہو تاکہ لوگ جان سکیں کہ حضور اکرم، محبوب رب عالم ﷺ اللہ کے ہاں کس قدر بلند رتبہ اور عظیم المرتبت ہیں۔

(ملخصاً از مدارج النبوۃ مترجم، ج ۱، ص ۹۸)

بلکہ یہاں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم کے ایمان افروز اور عشق میں ڈوب کر کہے ہوئے کلمات ملاحظہ فرمائیں کہ آپ حضور نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کرتے ہیں:

"بأبي أنت وأمي يا رسول الله، لقد بلغ من فضيلتك عند الله أن أقسم بحياتك دون سائر الأنبياء، ولقد بلغ من فضيلتك عنده أن أقسم بتراب قدميك فقال: لا أقسم بهذا البلد"

(المواهب اللدنية، ج ۲، ص ۵۷۵)

یعنی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ تعالی کے یہاں آپ کی فضیلت اور مقام اس قدر بلند ہے کہ اس نے آپ کی زندگی کی قسم ارشاد فرمائی جب کہ کسی اور نبی کی قسم نہ کھائی (اور یارسول اللہ ﷺ) آپ کا مقام اللہ کے ہاں اس قدر بلند کہ اس نے آپ ﷺ کے قدموں کی مٹی کی قسم ارشاد فرمائی، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے قسم اس شہر (جب کہ تم اس میں تشریف فرما ہو)۔

فصلی الله تعالی علی سیدنا وحبیبنا وملجانا ومأوانا محمد وعلی اله واصحابه اجمعین و بارك وسلم.

(الحديث الحادي و الثلاثون) اکتیسویں حدیث (۳۱)

(حضور ﷺ پر ایمان)

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: أتيت النبي ﷺ، ومعي كتاب أصبته من بعض أهل الكتاب، فقال: والذي نفس محمد بيده، لو أن موسى كان حيا ما وسعه إلا أن يتبعني۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، ص ۴۶ الرقم ۷ /الخصائص الکبری، ج ۲، ص ۳۱۹ /مسند احمد بن حنبل، ج ۲۳، ص ۳۴۹، الرقم ۱۵۱۵۶ بتغير /شرح الزرقاني على المواهب، ج ۷، ص ۲۳۷ باختصار)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا، اس وقت میرے پاس ایک کتاب تھی جس کو میں نے بعض اہل کتاب سے لیا تھا، تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر آج موسی علیہ السلام دنیا میں ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا کوئی گنجائش نہ ہوتی۔

فائدہ:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی پیروی اور آپ کی اتباع ہر ایک پر لازم ہے اب حضور ﷺ کی شریعت کے سوا کوئی مذہب، کوئی طریقہ اور کوئی راستہ اللہ کے یہاں مقبول نہیں اسی لیے جب قیامت سے پہلے سیدنا عیسی علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے حالاں کہ آپ بدستور نبی اور رسول اس وقت بھی ہوں گے لیکن آپ دین محمدی اور شریعت مصطفوی کے مطابق ہی عمل پیرا ہوں گے اور حضور ﷺ کے امتی بن کر رہیں گے۔

اور در حقیقت یہی اس عہد میثاق کا وعدہ تھا جو رب تعالی نے سارے انبیا سے

لیا کہ اگر ہمارے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ تم میں تشریف لائیں اور تم ان کا زمانہ پالو تو تم ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا، اسی طرح انبیا نے اپنی امتوں سے حضور کے اوصاف بیان کر کے یہی عہد لیا کہ اگر مصطفی کریم ﷺ تشریف لے آئیں تو تم ان پر ایمان لانا۔

(ماخوذ من الخصائص الکبری. ج ۱. ص ۱٦/مدارج النبوۃ مترجم. ج ا. ص ۱۱۲)

یہاں تورات شریف کا ایک ایمان افروز اقتباس ملاحظہ فرمائیں، جس میں اللہ تبارک و تعالی نے حضرت موسی علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے بطور وحی کلام فرمایا، اس کا ہر ہر لفظ اور ہر ہر جملہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان و عظمت پر دلیل ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا:

"یا موسی من لم یؤمن بأحمد من جمیع المرسلین و لم یصدقه و لم یشتق إلیه کانت حسنأته مر دودة علیه و منعته حفظ الحکمة ولا أدخل قلبه نور الهدی و امحوا اسمه من النبوة".

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات. ص ۳۷۳)

یعنی اے موسی تمام رسولوں میں سے جو کوئی احمد (یعنی محمد مصطفی ﷺ) پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ ہو، اس کی نیکیاں مردود ہوں گی، اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دوں گا، اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا، اور اس کا نام دفتر انبیا سے مٹا دوں گا۔

اللہ اکبر! رب العالمین کے ان الفاظ پر بار بار غور و فکر کریں اور سوچیں یہ بات ان انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں کہی جا رہی ہے جو تمام مخلوقات میں سے اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقرب اور عظمت و منزلت والے

ہیں، اور یہاں یہ فرمایا جارہا ہے کہ جو میرے محبوب حضرت محمد مصطفی ﷺ پر ایمان نہ لائے ان سے محبت نہ کرے اس کی ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی وہ بارگاہ الٰہی سے پھٹکار دیا جائے گا۔

تو ذرا سوچو اس کا کیا حشر ہو گا جو حضور نبی کریم ﷺ کی شان و عظمت میں نقص و عیب تلاش کرتا ہے، اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ کوئی شخص اعمال صالحہ بجا لائے، خوب عبادت و ریاضت اور نیکیاں کرے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی شان و عظمت کا معترف نہ ہو، آپ ﷺ سے محبت رکھنے والا نہ ہو، تو اس کی ساری نیکیاں بے کار ہیں، اس کے سارے اعمال ضائع ہیں اور اللہ کی بارگاہ سے اس کو دھتکار دیا جائے گا۔

(الحدیث الثانی و الثلاثون) بتیسویں حدیث (۳۲)

(حضور ﷺ رحمت عالم)

عن أبي أمامة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ "إن الله بعثني رحمة للعالمين وهدى للمتقين"

(الخصائص الکبری، ج ۲، ص ۳۲۲/دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص ۳۹ الرقم ۱/سبل الهدی و الرشاد في سيرة خير العباد، ج ۱، ص ۵۳۲/مسند احمد بن حنبل، ج ۳۶، ص ٦٤٦، الرقم ۲۲۳۰۷)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور متقیوں کے لیے ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔

فائدہ:- بے شک حضور تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں کہ خود یہ بات خداوند قدوس کلام پاک میں فرماتا ہے: "وَمَآ اَرسَلنٰكَ إِلَّا رَحمَةً لِلعَالَمِين"یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ محض مسلمانوں کے لیے رحمت نہیں بلکہ آپ کافروں اور مشرکوں کے لیے بھی رحمت ہیں وہ اس طرح کہ حضور ﷺ کی رحمت للعالمین کے توسط سے ان سے دنیا میں عذاب کو دور کر دیا گیا اور وہ بھی ہلاکت سے محفوظ رہے، چنانچہ خود رب کریم فرماتا ہے "ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم "یعنی اے محبوب اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ ان کافروں کو عذاب دے جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو۔

الغرض آپ کی رحمت اللعالمینی محض مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ آپ

جس طرح تمام انسانوں کے لیے رحمت ہیں، اسی طرح جنوں اور فرشتوں بلکہ کائنات کی ہر شے کے لیے بھی آپ رحمت ہیں۔

یہاں ایک دلچسپ حکایت ملاحظہ ہو، ایک مرتبہ نبی رحمت ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے استفسار فرمایا (کہ ہم رحمۃ اللعالمین ہیں)، "هل اصابك من هذه الرحمة شيء" تو کیا تمہیں بھی ہماری اس رحمت سے کچھ حصہ ملا؟

عرض کیا جی ہاں، پہلے مجھے اپنے خاتمے کا خوف رہتا تھا (کہیں معاذ اللہ میرا براخاتمہ نہ ہو) تو جب اللہ تعالی نے ان الفاظ سے میری تعریف فرمائی: "ذي قوة عند ذي العرش مكين. مطاع ثم أمين" (یعنی طاقت والا، عرش کے مالک کے نزدیک عزت والا، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے)، تو مجھے (برے خاتمے سے) امان حاصل ہو گیا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ. ج ۱ ص ۱۷)

(الحدیث الثالث و الثلاثون) تینتیسویں حدیث (۳۳)

(وہی ہے اول وہی ہے آخر)

عن أبي هريرة رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله ﷺ قال "فضلت على الأنبياء بست: أعطيت جوامع الكلم. ونصرت بالرعب. وأحلت لي الغنائم و جعلت لي الأرض طهورا ومسجدا وأرسلت إلى الخلق كافة و ختم بي النبيون.

(صحيح مسلم، الرقم ۵۲۳/دلائل النبوة للبيهقي، ج ۵، ص ۴۷۲/الخصائص الكبرى، ج ۲، ص ۳۳۱/المواهب اللدنية، ج ۲، ص ۳۱۲/مشكاة المصابيح، الرقم ۵۷۴۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے انبیا پر چھ وجہوں سے فضیلت دی گئی، مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے، رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی، میرے لیے مال غنیمت کو حلال کیا گیا، تمام زمین کو میرے لیے طہارت اور سجدہ گاہ (یعنی نماز کی جگہ) بنا دیا گیا، اور تمام مخلوقات کی طرف مجھے رسول بنا کر بھیجا گیا، اور مجھ پر نبیوں (کے سلسلے) کو ختم کر دیا کیا گیا۔

فائدہ:- اس حدیث میں فرمایا گیا کہ مجھے چھ وجوہ سے نبیوں پر فضیلت دی گئی، لیکن جن وجوہات کی بنیاد پر حضور ﷺ کو فضیلت دی گئی وہ فقط چھ ہی نہیں بلکہ بہت زیادہ ہیں، ممکن ہے یہاں جو چھ فرمایا گیا یہ اس وقت کی بات ہو جب آپ کو یہ چھ ہی عطا ہوئے ہوں پھر اس کے بعد وقتاً فوقتاً مزید اضافہ ہوتا رہا ہو۔

(لمعات التنقيح شرح مشكوٰة المصابيح، ج ۹، ص ۲۲۵، الرقم ۵۷۴۸)

نیز اس حدیث میں حضور ﷺ کا آخری وصف یہ بیان ہوا کہ آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا یعنی آپ کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا، اسی لیے کہ آپ "خاتم النبیین" (یعنی سب سے آخری نبی) ہیں، نیز جس طرح آپ سب سے آخری نبی ہیں اسی طرح سب سے پہلے نبی بھی آپ ہیں کہ خود آپ نے ارشاد فرمایا: "كنت أول النبيين في الخلق وآخرهم في البعث"۔

(الخصائص الکبری، ج ا، ص ۷)

یعنی میں پیدا ہونے کے لحاظ سے سب سے پہلا نبی ہوں اور دنیا میں مبعوث ہونے (یعنی بھیجے جانے) کے لحاظ سے سب سے آخری نبی ہوں۔

(الحديث الرابع و الثلاثون) چونتیسویں حدیث (۳۴)

(ملک الموت دروازے پر)

عن جعفر بن محمد بن علي رحمة الله عليه عن أبيه قال لما كان قبل وفاة رسول الله ﷺ بثلاث هبط إليه جبريل فقال يا محمد إن الله أرسلني إليك إكراما لك وتفضيلا وخاصة لك يسألك عما هو أعلم به منك يقول كيف تجدك قال أجدني يا جبريل مغموما وأجدني يا جبريل مكروبا فلما كان اليوم الثاني هبط إليه فقال له مثل ذلك فقال له أجدني يا جبريل مغموما وأجدني يا جبريل مكروبا فلما كان اليوم الثالث هبط إليه جبريل ومعه ملك الموت ومعهما ملك يسكن الهواء لم يصعد إلى السماء قط ولم يهبط إلى الأرض قط يقال له إسماعيل على سبعين ألف ملك كل ملك منهم على سبعين ألف ملك فسبقهم جبريل فقال يا محمد إن الله أرسلني إليك إكراما لك وتفضيلا لك وخاصة يسألك عما هو أعلم به منك يقول كيف تجدك قال أجدني يا جبريل مغموما وأجدني يا جبريل مكروبا ثم استأذن ملك الموت على الباب فقال جبريل هذا ملك الموت يستأذن عليك ولم يستأذن على آدمي قبلك ولا يستأذن على آدمي بعدك قال إئذن له فدخل فوقف بين يدي رسول الله ﷺ فقال إن الله أرسلني وأمرني أن أطيعك فيما

أمرتني إن أمرتني أن اقبض نفسك قبضتها وإن أمرتني أن أتركها تركتها قال وتفعل ذلك يا ملك الموت؟ قال نعم. بذلك أمرت فقال جبريل إن الله قد اشتاق إلى لقائك قال يا ملك الموت إمض لما أمرت به فقال جبريل السلام عليك يا رسول الله هذا آخر موطئي الأرض، فتوفي رسول الله ﷺ فأتاهم آت يسمعون حسه ولا يرون شخصه فقال السلام عليكم يا أهل البيت ورحمة الله وبركاته إن في الله خلفا من كل هالك وعزاء من كل مصيبة ودركا من كل فائت فبالله فثقوا و إياه فأرجو فإن المصاب من حرم الثواب .(و في رواية المشكوة و غيرها فقال علي "أتدرون من هذا؟ هو الخضر عليه السلام".)

(الخصائص الكبرى، ج ٢، ص ٤٧٧/دلائل النبوة للبيهقي، ج ٧، ص ٢١٠/مشكوة المصابيح، الرقم ٥٩٧٢/المواهب اللدنية، ج ٣، ص ٥٦٤)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ نبی کریم کے وصال ظاہری سے تین دن پہلے حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے اکرام و تفضیل اور خاص آپ کے لیے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے، فرماتا ہے کہ آپ خود کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! میں خود کو غم زدہ پاتا ہوں اور خود کو بے چین پاتا ہوں پھر جب دوسرا دن آیا تو حضرت جبرئیل آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اور آپ ﷺ سے وہی عرض کیا جو پہلے دن آپ سے کہا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے جبریل اس میں خود کو مغموم (غم زدہ) پاتا ہوں، اور اے جبرئیل، میں خود کو مکروب (بے چین) پاتا ہوں، پھر جب تیسرا دن آیا تو جبرئیل امین حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اور ملک الموت آپ کے ساتھ تھے اور ان دونوں کے علاوہ وہ فرشتہ تھا جو ہوا میں رہتا ہے۔ وہ فرشتہ نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھا اور نہ کبھی زمین پر اترا، اس کا نام "اسماعیل" ہے وہ ستر ہزار فرشتوں پر مقرر ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتہ پر حاکم ہے، تو حضرت جبرئیل آگے بڑھے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی تفضیل اور خاص آپ کے لیے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے، وہ فرماتا ہے: آپ خود کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل میں خود کو مغموم پاتا ہوں، اور اے جبریل! میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔ اس کے بعد ملک الموت (موت کے فرشتے) نے دروازے پر اجازت چاہی۔ حضرت جبرئیل نے حضور ﷺ سے عرض کیا: یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں حالاں کہ آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی انہوں نے اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی شخص کے پاس آنے کی جازت چاہیں گے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو اجازت دے دو تو وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو مجھے حکم فرمائیں، اس میں آپ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے قبض کروں اور اگر اپ مجھے اپنی روح کو چھوڑنے

کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ملک الموت کیا تم یہ کروگے؟ ملک الموت نے کہا: ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔

اس وقت جبرئیل نے عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ) "اللہ تعالی آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے"۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ملک الموت! جس بات کا تمھیں حکم دیا گیا ہے، اس پر عمل کروں۔

اس پر جبرئیل نے کہا: "السلام علیک یا رسول اللّٰه" میرا (وحی کے سلسلے میں) زمین پر اترنا آخری ہے اور (اس کے بعد) نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے (اور اپنے رب سے جا ملے، صلی اللّٰه تعالی علیه و اله و بارك وسلم)۔
اس وقت ایک آنے والا لوگوں کے پاس آیا، اس کی آہٹ تو لوگوں نے سنی مگر اس کا جسم کسی کو نظر نہ آیا۔ اس نے کہا: "السلام علیک یا أهل البیت و رحمة اللّٰه و برکاته" بے شک ہر جانے والے کا ایک درجہ رفعت ہے، لہٰذا تم سب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید وابستہ رکھو کیوں کہ مصیبت زدہ وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم ہو، (تو حضرت مولا علی نے فرمایا، تم جانتے ہو یہ آواز لگانے والے کون تھے؟ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے)۔

فائدہ:- اس حدیث میں حضور ﷺ کے مغموم ہونے اور آپ کی بے چینی کا ذکر ہے اس کے متعلق حضرت شیخ عبد الحق محدث دھلوی فرماتے ہیں: ہو سکتا ہے آپ کا یہ غم اور بے چینی امت اور دین کے وجہ سے ہو۔
(لمعات التنقیح شرح مشکوٰة المصابیح، ج ۹، ص ۵٤۹، تحت الحدیث ۵۹۷۲)

اس واقعے کے ضمن میں حضور نبی مختار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بہت سے فضائل کا ذکر ہے، خصوصاً حضرت ملک الموت سیدنا عزرائیل علیہ السلام کا آپ کی بارگاہ میں آنے کے لیے اجازت طلب کرنا، یہ ایک عجیب حیرت انگیز معاملہ ہے کہ خود موت آپ کی چوکھٹ پر کھڑی ہو کر آپ کی اجازت چاہتی ہے۔

نیز اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو موت اور حیات کا اختیار ہے کہ جب تک چاہیں دنیا میں رہیں اور جب چاہیں وصال فرما جائیں۔

اس میں خصوصاً یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالی نے ملک الموت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ کا ادب سکھا کر دربار مصطفی میں بھیجا کہ میرے محبوب کی بارگاہ کے ادب کا خاص خیال رکھنا اور ان سے جا کر پہلے اجازت طلب کرنا اور پھر معاملہ ان کے سپرد کر دینا اور جیسا وہ فرمائیں ویسا ہی کرنا۔

مزید اس میں ایک خاص قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ حضرت جبرائیل نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! ویسے تو آپ کو اختیار ہے لیکن خود اللہ تعالی آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔

اللہ اکبر! اب اس کے آگے کیا بیان کیا جا سکتا ہے۔

صلی اللہ علی سیدنا ومولانا وحبیبنا و قرۃ اعیننا وشفاء صدورنا محمد وعلی الہ وبارک وسلم۔

(الحديث الخامس و الثلاثون) پینتیسویں حدیث (۳۵)

(شان مصطفی ﷺ بزبان مصطفی ﷺ)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: جلس ناس من أصحاب رسول الله ﷺ فخرج حتى إذا دنا منهم سمعهم يتذاكرون قال بعضهم: إن الله اتخذ إبراهيم خليلا وقال آخر موسى كلمه الله تكليما وقال آخر فعيسى كلمة الله وروحه. وقال آخر: آدم اصطفاه الله فخرج عليهم رسول الله ﷺ وقال "قد سمعت كلامكم وعجبكم أن إبراهيم خليل الله وهو كذلك وآدم اصطفاه الله وهو كذلك ألا وأنا حبيب الله ولا فخر وأنا حامل لواء الحمد يوم القيامة تحته آدم فمن دونه ولا فخر وأنا أول شافع وأول مشفع يوم القيامة ولا فخر وأنا أول من يحرك حلق الجنة فيفتح الله لي فيدخلنيها ومعي فقراء المؤمنين ولا فخر وأنا أكرم الأولين والآخرين على الله ولا فخر"۔

(مشكاة المصابيح، الرقم ٥٧٦٢/سنن الدارمی، ج١، ص١٩٤، الرقم ٤٨/سنن ترمذي، الرقم ٣٦١٦ الخصائص الكبرى، ج٢، ص٣٧٨)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اکرم ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے قریب ہوگئے، نبی کریم ﷺ نے انہیں سنا وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے، ان میں سے کسی نے کہا: اللہ تعالی نے حضرت ابراہم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: اللہ

تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ و السلام سے حقیقاً کلام فرمایا، ایک اور نے کہا: تو حضرت عیسی علیہ الصلاۃ و السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، اور کسی نے کہا: حضرت آدم علیہ الصلاۃ و السلام کو اللہ نے چن لیا، تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تحقیق میں نے تمہارا کلام سن لیا اور تمہیں اس بات سے تعجب ہوتا ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم کو اللہ نے چن لیا ہے اور وہ ایسے ہی ہیں اور سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، اور میں قیامت کے دن اس لواء الحمد کو اٹھانے والا ہوں گا جس کے نیچے آدم اوران کے علاوہ (سب لوگ) ہوں گے، اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، اور روز قیامت سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی، اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، اور میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت کے حلقے کو حرکت دے گا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اور میرے ساتھ غریب مسلمانوں کو جنت میں داخل کرے گا، اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین و آخرین (سارے اگلوں اور پچھلوں) میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں، اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔

(الحديث السادس و الثلاثون) چھتیسویں حدیث(۳۶)

(شفاعت مصطفی ﷺ)

عن عوف بن مالك الأشجعي رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "أتاني آت من عند ربي، فخيرني بين أن يدخل نصف أمتي الجنة وبين الشفاعة، فاخترت الشفاعة، (و رواية السيوطی وعلمت أنها أوسع لهم) وهي لمن مات لا يشرك بالله شيئا"۔

(سنن الترمذی، الرقم ۲٤٤١/مشكوة المصابيح، الرقم ٥٦٠٠/كنز العمال، ج ١١، ص ٤٠٥، الرقم ٣١٨٩٢/مسند احمد بن حنبل، ج ٣٩، ص ٣٩٩، الرقم ٢٣٩٧٧/الخصائص الكبری، ج ٢، ص ٣٨٥ بتغير قليل)

ترجمہ۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) میرے پاس آیا (اور اس نے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے) مجھے (دو باتوں کا) اختیار دیا، میری آدھی امت جنت میں داخل کر دیے جانے کا اور شفاعت کا (کہ ان میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر لیجیے)، تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا، (اور میں جانتا ہوں کہ یہ شفاعت ان کے لیے زیادہ وسیع ہو گی) اور یہ شفاعت ان تمام لوگوں کے لیے ہے جو اس حال میں انتقال کرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔

فائدہ:-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کل بروز قیامت حضور نبی رحمت، شفیع امت ﷺ اپنی امت کی رب کے حضور شفاعت فرمائیں گے اور جنت میں

داخل فرمائیں گے، یوں تو دیگر انبیا اور اولیا بھی شفاعت کریں گے البتہ شفاعت کا دروازہ حضور کے ہاتھوں کھلے گا اور سب سے پہلے رب کی بارگاہ میں شفاعت کرنے والے بھی آپ ہی ہوں گے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں گزرا کہ خد آپ نے ارشاد فرمایا: "أنا أول شافع" کہ سب سے پہلا شفاعت کرنے والا میں ہوں گا۔

(الحدیث السابع و الثلاثون) سینتیسویں حدیث (۳۷)

(روز قیامت اور شان مصطفائی)

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه سمعت رسول الله ﷺ قال إن الشمس تدنو یوم القیامة، حتی یبلغ العرق نصف الأذن، فبینا هم کذلك استغاثوا بآدم (و فی روایة الطبراني لست بصاحب ذلك) ،ثم بموسی (و فی روایته فیقول کذلك) ثم بمحمد ﷺ فیشفع لیقضی بین الخلق فیمشي حتی یأخذ بحلقة الباب، فیومئذ یبعثه الله مقاما محمودا، یحمده أهل الجمع کلهم۔

(صحیح البخاری، الرقم ۱۴۷۵/الخصائص الکبری، ج ۲، ص ۳۸۲/المعجم الاوسط للطبرانی، ج ۸، ص ۳۱۰، الرقم ۸۷۲۵/سبل الهدی و الرشاد في سیرة خیر العباد، ج ۱۲، ص ٤٦٢)

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، (اور اس کی گرمی کی شدت وجہ سے) پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا، تو لوگ اسی حال میں حضرت آدم علیہ السلام سے استغاثہ (مدد طلب کریں گے، فریاد) کریں گے، (تو آپ فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لیے نہیں)، پھر وہ حضرت موسی علیہ السلام سے مدد مانگیں گے (وہ بھی یہی فرمائیں گے)، پھر حضرت محمد مصطفی ﷺ مدد مانگیں گے، تو آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے تا کہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے، پھر آپ چلیں گے حتی کہ (جنت کے) دروازے کے حلقے (کنڈے) کو پکڑ لیں گے تو اس دن اللہ

تعالی آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا اور تمام کے تمام لوگ حضور ﷺ کی تعریف کریں گے۔

ذرا تصور کیجیے اس دن کو جس دن سارے لوگ قیامت کی ہولناکیوں اور دہشتوں کی وجہ سے بے حال ہو چکے ہوں گے، سب کو اپنی اپنی پڑی ہو گی، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہو گا، اور جب سب لوگ باہمی مشورے کے بعد یکے بعد دیگرے انبیا ئے کرام علیہم السلام کے پاس جائیں گے وہ سب یہی فرمائیں گے: "اذھبوا الی غیری" کسی دوسرے کے پاس جاؤ، اس دن سارے لوگ تمام بار گاہوں سے مایوس ہو کر ٹھوکریں کھاتے ہوئے روتے اور چلاتے ہوئے حضور نبی رحمت شفیع امت ﷺ کی راہ کو تکتے ہوں گے، یہ تمام لوگ حضور ﷺ کی بار گاہ میں حاضر ہوں گے اور گویا زبانِ حال سے یہ یوں عرض کریں گے

یا مصطفی یا مجتبی ارحم لنا ارحم لنا

دست ہما بے چارہ را داماں توئی داماں توئی

حبیب کبریا احمد مجتبیٰ، محمد مصطفی ﷺ فرمائیں گے "أنا لها" یعنی ہاں میں اسی کام کے لیے ہوں اللہ کی بار گاہ میں سجدہ ریز ہو جائیں گے، تو رب العالمین ارشاد فرمائے گا: "یا محمد ارفع رأسك وقل یسمع لك، وسل تعط، واشفع تشفع". یعنی اے محبوب سر اٹھایئے آپ کہیے آپ کے بات سنی جائے گی، آپ سوال کیجیے آپ کو عطا کیا جائے گا، آپ شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

(مأخوذ من صحیح البخاری، الرقم ۴۷۱۲، صحیح مسلم، الرقم ۳۲۷)

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا

اوڑھ کر نوری چادر وہ آجائیں گے سارے محشر کا نقشہ بدل جائے گا

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا اللہ تعالی حضور کو مقام محمود عطا فرمائے گا جہاں تمام اہل محشر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعریف و توصیف کریں گے، جیسا کہ خود اس حدیث میں بیان ہوا، مزید سید المفسرین، حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ: "عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "أن یقیمك ربك مقاما محمودا مقام الشفاعة محمودا یحمدك الأولون والآخرون".

یعنی آپ کا رب، آپ کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت پر فائز فرمائے گا جہاں اولین و آخرین (سارے اگلے اور پچھلے) آپ کی تعریف کریں گے۔

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص۳۰۴ سورۃ الاسراء ،الآیۃ۷۹)

بلکہ صرف مخلوق ہی نہیں خود خالق کائنات جل جلالہ حضور کی تعریف و توصیف کرتا ہوگا، حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں "یحمدك فیه الخلائق کلهم، وخالقهم" یعنی مقام محمود پر تمام مخلوقات اور خود ان کا خالق یعنی اللہ تعالی آپ کی تعریف فرمائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر ،ج ۹،ص ۵۵ تحت هذه الآیة)

مزید ایمان افروز روایت ملاحظہ فرمائیں: "یبین الله عز وجل للخلائق فضله علی جمیع الاولین والاخرین" یعنی مقام محمود پر اللہ تعالی تمام مخلوقات کے سامنے جمیع اولین و آخرین پر حضور کی فضیلت کو بیان فرمائے گا۔

(الوفاء بأحوال المصطفی لابن الجوزی، ج ٤، ص ٤١٧)

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(الحديث الثامن و الثلاثون) اڑتیسویں حدیث (۳۸)

(اللہ کا اپنے محبوب ﷺ کے لیے استقبال فرمانا)

عن أنس رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: "أنا أول من تنفلق الأرض عن جمجمته ولا فخر وأنا سيد الناس يوم القيامة ولا فخر ومعي لواء الحمد يوم القيامة وأنا أول من تفتح له الجنة ولا فخر فآتي فآخذ بحلقة الجنة فيقال من هذا؟ فأقول محمد. فيفتح لي فيستقبلني الجبار تعالى فأخر ساجدا (وفي روايه سنن الدارمي وسنن الكبرى للنسائي فأجد الجبار مستقبلي فأسجد له).

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ج ١، ص ٢٢٢/السنن الكبرى للنسائي، ج ٧، ص ١٣٦، الرقم ٧٢٤٣/سنن الدارمي، ج ١، ص ١٩٨، الرقم ٥٣/مسند احمد بن حنبل، ج ١٩، ص ٤٥١، الرقم ١٢٤٦٩ بالفاظ متقاربة)

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے سر کے اوپر سے زمین کو ہٹایا جائے گا اور میں یہ بطور فخر نہیں کہہ رہا، میں روز قیامت تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور یہ فخر یہ نہیں کہتا، روز قیامت لواء حمد میرے ہاتھ میں ہو گا، میں ہی وہ پہلا ہوں گا جس کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور یہ بات میں فخریہ نہیں کہتا، میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے پکڑ لوں گا۔ مجھ سے پوچھا جائے گا کون؟ میں جواب دوں گا: میں محمد ﷺ ہوں، میرے لیے جنت کا دروازہ کھول

دیا جائے گا، تو جبار (یعنی اللہ تعالی) میرا استقبال فرمائے گا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) تو میں اس کی بار گاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔

سبحان اللہ! یہ حضور اکرم ﷺ کا اعجاز اور آپ کی امتیازی شان کہ خود رب العالمین آپ کا استقبال فرمائے گا۔

(الحدیث التاسع و الثلاثون) انتالیسویں حدیث (۳۹)

(ستر ہزار فرشتے)

عن نبیه بن وهب رحمة الله تعالی علیه ، أن كعبا رضی الله تعالی عنه دخل علی عائشة، فذكروا رسول الله ﷺ فقال كعب: "ما من يوم يطلع إلا نزل سبعون ألفا من الملائكة، حتى يحفوا بقبر النبي ﷺ يضربون بأجنحتهم، ويصلون على رسول الله ﷺ حتى إذا أمسوا، عرجوا وهبط مثلهم فصنعوا مثل ذلك حتى إذا انشقت عنه الأرض، خرج في سبعين ألفا من الملائكة يزفونه.

(سنن الدارمي، ج۱، ص۲۲۸، الرقم ۹۵/مشکوۃ المصابیح، الرقم ۵۹۵۵/شعب الایمان للبیهقی، ج ۳، ص ۴۹۲، الرقم ۴۱۷۰، الخصائص الکبری، ج ۲، ص ۳۷۶ بتغیر قلیل)

ترجمہ۔ حضرت نبیہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور (وہاں موجود) لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا، تو حضرت کعب نے فرمایا "(ہر روز) جب بھی دن نکلتا ہے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اس پر اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے تو یہ (آسمانوں میں) چڑھ جاتے ہیں، اور اتنے ہی (یعنی مزید دوسرے ستر ہزار) فرشتے اترتے ہیں تو وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں، (اور یہ سلسلہ قیامت تک یوں ہی جاری رہے گا)، حتی کہ جب (بروز قیامت) حضور ﷺ کی قبر شق ہو گی

(یعنی قبر سے باہر نکلیں گے) تو ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں (میدانِ حشر میں) تشریف لائیں گے۔

ستر ہزار صبح ہیں اور ستر ہزار شام
یوں بندگیِ زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے

(الحديث الاربعون) چالیسویں حدیث (۴۰)

(محبت مصطفی ﷺ)

عن أنس رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال النبي ﷺ "لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين".

(صحيح البخاري، الرقم ۱۵/صحيح مسلم، الرقم ۷۰/سنن النسائي، الرقم ۵۰۲۳/سنن ابن ماجة، الرقم ٦٧)

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام تر لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں"۔

معلوم ہوا کہ حضور سرور کائنات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی محبت کے بغیر آدمی صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں ہو سکتا، اگر دل میں حضور کی محبت، آپ کا عشق نہ ہو تو سارے اعمال صالحہ بے کار، بے سود اور بے فائدہ ہیں، کیوں کہ محبتِ مصطفی اور عشقِ مصطفی سب سے اہم اور سب سے بڑا فرض ہے۔

محمد (ﷺ) کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

و صلی الله تعالی علی سیدنا ومولانا وحبیبنا وکریمنا وماوانا وملجانا و شفاء صدورنا وقرة اعيننا محمد المصطفى وعلى اله

وصحبه وبارك وسلم

تتمہ

حضور اکرم سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں یہ جو چند احادیث اور فضائل بیان کیے گئے بے شک یہ حضور ﷺ کی بحرِ فضائل سے ایک قطرے کے برابر بھی نہیں ہے، کیوں کہ حضور کے مقام و مرتبہ کی کوئی حد نہیں، چنانچہ امام بوصیری کیا خوب فرماتے ہیں

فإن فضل رسول الله ليس له

حد فيعرب عنه ناطق بفمِ

(قصيدة البردة مع شرحه عصيدة الشهدة، ص ١٤٠)

یعنی حضور کی فضیلت کی کوئی حد نہیں ہے کہ کوئی بیان کرنے والا اس کو اپنے منہ سے بیان کر سکے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کے مراتب کو صرف اللہ ہی جانتا ہے ورنہ پوری کائنات میں کوئی ایسا نہیں جو حضور کی شخصیت آپ کے کمالات کا حقیقی معنوں میں ادراک کر سکے اور آپ کی شان و عظمت کا اندازہ لگا سکے کیوں کہ کسی بھی ہستی کے فضائل و کمالات کا صحیح معنوں میں اندازہ کرنے کے لیے اولاً اس کی حقیقت کو جاننا اور اس کا ادراک کرنا ضروری ہے، جب کہ یہاں تو معاملہ یہ ہے خود اپنے رفیق سفر و حضر، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق سے ارشاد ہوتا ہے "يا أبا بكر والذي بعثني بالحق لم يعلمني حقيقة غير ربي" یعنی اے ابو بکر اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، میری حقیقت کو میرے رب

کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۱۳۳)

تو جب آپ کی حقیقت سے بجز خدا کوئی واقف ہی نہیں تو بھلا کوئی کیا آپ کے مقام اور مرتبہ کو جان سکتا ہے۔

بس ایک الوہیت اور مستلزمات الوہیت کے علاوہ جو کچھ فضیلتیں مقام و مراتب ہو سکتے تھے وہ تمام تر مقامات اللہ نے اپنے محبوب کو عطا فرما دیے۔

امام بوصیری فرماتے ہیں:

دع ما ادعته النصاری في نبیهم
واحکم بما شئت مدحا فیه واحتکم
فانسب الی ذاته ما شئت من شرف
وانسب الی قدره ما شئت ما عظم

یعنی بس حضور ﷺ کے بارے میں وہی دعوی مت کرنا جو نصاری نے اپنے نبیوں کے بارے میں کیا(یعنی خدا یا خدا کا بیٹا معاذ اللہ) اور حضور ﷺ کی شان و عظمت میں اس کے علاوہ جو چاہے تعریفی کلمات کہہ دینا۔

(قصیدۃ البردۃ مع شرحہ عصیدۃ الشھدۃ ص ۱۳۷)

الغرض حضور ﷺ کی شان نہایت ارفع و اعلیٰ ہے، لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا، بیان کرنے والوں نے بہت کچھ بین کیا لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ فضائل محمدی کے ایک ذرہ برابر بھی نہیں۔

اس موقع پر حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا، فرماتے ہیں

واللہ لو ان البحار مدادھم

والشعب أقلام جعلن لذاكا

لم يقدر الثقلان تجمع نزره

أبدا وما اسطاعوا له إدراكا

یعنی خدا کی قسم اگر سارے سمندر کو روشنائی بنا دیا جائے اور سارے درختوں کی شاخوں کو قلم بنا دیا جائے (اور سارے جنات و انسان مل کر حضور کی تعریف و توصیف لکھنا شروع کریں) تو سارے جنات اور انسان مل کر بھی حضور کی تھوڑی سی تعریف بھی نہیں لکھ سکیں گے اور نہ اس کا ادراک کر سکیں گے۔

(المديح النبوی، القصيدة النعمانية، ص ۱۸۷)

خلاصہ کلام یہ ہے حضور احمد مجتبی محمد مصطفی ﷺ حقیقی شان اور آپ کے مقام و مراتب سے تو فقط اللہ تعالی ہی واقف ہے اور ہم غلامان مصطفی تو بس اتنا جانتے ہیں۔

لا يمكن الثناء كما كان حقه

بعد از خدا بزرگ توی قصه مختصر

یعنی یا رسول اللہ ﷺ جیسا آپ کی تعریف کا حق ہے ایسی تعریف تو کوئی کر ہی نہیں سکتا بس ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ سب سے اونچا مقام خدا کا اور خدا کے بعد اگر کسی کا رتبہ ہے، اگر کسی کا مقام ہے تو آپ کا ہے۔

اللهم صلّ على سيدنا ومولانا و حبيبنا و كريمنا محمد المصطفى المجتبى وعلى اله الطيبين و اصحابه اجمعين وبارك وسلم.

ماخذومراجع

کتب تفاسیر

١. تنوير المقباس من تفسير ابن عباس، سيد المفسرين سيدنا عبد الله ابن عباس، دار الكتب العلمية

٢. مفاتيح الغيب المعروف بالتفسير الكبير. أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن الملقب بفخر الدين الرازى، دار أحياء التراث العربي بيروت

٣. تفسير خازن، علاء الدين علي بن محمد بن ابراهيم المعروف بالخازن ، دار الكتب العلمية

٤. مدارك التنزيل. أبو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي، دار الكتب الطيب، بيروت

٥. الجامع لاحكام القرآن المعروف بتفسير القرطبى. أبو عبد الله، محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي، دار الكتب المصرية

٦. تفسير القرآن العظيم، عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي، (مؤسسة قرطبة، مكتبة أولاد الشيخ)، الجيزة مصر

٧. تفسير الطبري. أبو جعفر محمد بن جرير الطبري ، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

٨. روح المعاني، شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي، دار الكتب العلمية، بيروت

٩. روح البيان، إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي، دار الفكر بيروت

١٠. تفسير البيضاوى، ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي، دار إحياء التراث العربي بيروت

١١. معالم التنزيل المعروف بتفسير البغوى، محيي السنة أبو محمد الحسين بن مسعود البغوى، دار إحياء التراث العربي بيروت

١٢. زاد المسير في علم التفسير ، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي، دار الكتاب العربي بيروت

١٣. حاشية الصاوى على تفسير الجلالين، العلامة الشيخ احمد بن محمد الصاوى المالكي، دار

الکتب العلمیة
کتب احادیث
۱٤. صحیح البخاري، الامام ابو عبد الله محمد بن اسماعیل البخاري الجعفي، دار الکتب العلمیة
۱۵. صحیح مسلم، أبو الحسین مسلم بن الحجاج القشیري النیسابوري، دار الکتب العلمیة
۱٦. سنن الترمذی، أبو عیسی محمد بن عیسی الترمذي، دار الغرب الإسلامي بیروت
۱۷. سنن ابی داود، أبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق الأزدي السِّجِسْتانی، المکتبة العصریة، صیدا بیروت.
۱۸. سنن النسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائي، دار الکتب العلمیة
۱۹. سنن ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن یزید بن ماجة القزویني، دار الکتب العلمیة
۲۰. مسند احمد بن حنبل، الامام احمد بن حنبل، مأسسة الرسالة
۲۱. مشکوة المصابیح، محمد بن عبد الله الخطیب التبریزی، المکتب الإسلامي بیروت
۲۲. المستدرک علی الصحیحین، أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاکم النیسابوري، دار الکتب العلمیة
۲۳. المعجم الکبیر، أبو القاسم سلیمان بن أحمد الطبراني،
مکتبة ابن تیمیة القاهرة
۲٤. المعجم الاوسط، أبو القاسم سلیمان بن أحمد الطبراني، دار الحرمین القاهرة
۲۵. سنن الدارمی، أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي، دار المغني للنشر والتوزیع
۲٦. الجامع الصغیر، عبد الرحمن بن أبي بکر، جلال الدین السیوطي، دار الکتب العلمیة
۲۷. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، أبو الحسن نور الدین علي بن أبي بکر بن سلیمان الهیثمي، مکتبة القدسي، القاهرة
۲۸. کشف الخفاء، إسماعیل بن محمد العجلوني الجراحي، مکتبة القدسي، القاهرة
۲۹. المقاصد الحسنة، شمس الدین أبو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي، دار الکتاب العربي بیروت
۳۰. کنز العمال، علاء الدین علي بن حسام الدین ابن قاضي خان القادري الهندی الشهیر بالمتقي الهندي، مؤسسة الرسالة
۳۱. الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، الحافظ الکبیر الامام ابو بکر عبد الرزاق بن همام الصنعاني، مأسّسة الشرف
۳۲. الاسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعة، علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدین

الملا الهروي القاري،مؤسسة الرسالة بيروت
۳۳.الاربعين النووية،الامام ابو زكريامحي الدين يحيى بن شرف النووى،مكتبة المدينة
۳۴.الادب المفرد ،محمد بن اسماعيل البخارى ،دار الصديق
۳۵.السنن الكبرى ،ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائى ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت
۳۶.شعب الايمان ،ابو بكر احمد بن الحسين البيهقى ،دار الكتب العلمية

شروح الاحاديث

۳۷. عمدة القارى شرح صحيح البخارى، بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العينى، دار الكتب العلمية
۳۸فتح الباري شرح صحيح البخاري، الامام أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار السلام الرياض
۳۹. شرح النووي على مسلم، ،أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، ،دار إحياء التراث العربي بيروت
۴۰. مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، ،علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، دار الكتب العلمية
۴۱. لمعات التنقيح في شرح مشكوة المصابيح، ، عبد الحق بن سيف الدين بن سعد الله البخاري الدِّهلوي، ،دار النوادر، دمشق سوريا
۴۲. فيض القدير شرح الجامع الصغير عبد الرؤوف بن تاج العارفين المناوي، المكتبة التجارية الكبرى مصر

کتب سیرت وفضائل

۴۳. الخصائص الكبرى، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطى، دار الكتب العلمية
۴۴. الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، أبو الفضل القاضي عياض بن موسى المالكى، دار الفكر
۴۵. شرح الشفاء، علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، دار الكتب العلمية
۴۶. نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض، شهاب الدين احمد بن محمد الخفاجي المصري، دار الكتب العلمية
۴۷.دلائل النبوة، الامام أبو بكر احمد البيهقى، دار الكتب العلمية
۴۸.دلائل النبوة، أبو نعيم أحمد بن عبد الله الاصبهاني، دار النفائس، بيروت
۴۹. حجة الله على العالمين في معجزاته سيد المرسلين، الامام الشيخ يوسف بن اسماعيل النبهاني، دار الكتب العلمية

۵۰. انموذج اللبيب في خصائص الحبيب، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي، وزارة الاعلام بجدة
۵۱. المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الامام ابو العباس شهاب الدين احمد بن محمد القسطلاني المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر
۵۲. شرح الزرقاني على المواهب، أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني، دار الكتب العلمية
۵۳. الشمائل المحمدية، أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي، دار إحياء التراث العربي بيروت
۵۴. جمع الوسائل في شرح الشمائل، علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، المطبعة الشرفية مصر
۵۵. المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية، الامام الفقيه ابراهيم بن محمد الباجوري الشافعي، مكتبة المدينة
۵۶. سبل الهدى و الرشاد في سيرة خير العباد، محمد بن يوسف الصالحي الشامي، دار الكتب العلمية
۵۷. السيرة الحلبية، ابو الفرج علي بن إبراهيم الحلبي، دار الكتب العلمية
۵۸. الوفا باحوال المصطفى، الامام ابو الفرج عبد الرحمن ابن الجوزي، مملكة البحرين
۵۹. مدارج النبوة مترجم، مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم مفتی سید غلام معین الدین نعیمی، شبیر برادرز
۶۰. شواهد النبوة مترجم، مصنف علامه نور الدین عبدالرحمن جامی، مترجم پیرزاده اقبال احمد فاروقی، مکتبۂ نبویہ

متفرقات

۶۱. حلية الاولياء وطبقات الاصفياء، أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني، دار الفكر
۶۲. تاريخ دمشق، أبو القاسم علي بن الحسن الشافعي المعروف بابن عساكر، دار الفكر
۶۳. البداية و النهاية، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي، مطبعة السعادة القاهرة
۶۴. وفاء الوفا باخبار دار المصطفى، نور الدين أبو الحسن علي بن عبد الله الشافعي السمهودي، دار الكتب العلمية
۶۵. الجوهر المنظم في زيارة القبر الشريف النبوي المكرم، الامام شهاب الدين ابو العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي المكی، مكتبة مدبولی القاهرة
۶۶. المدخل، أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدري الفاسي المالكي الشهير بابن الحاج، دار التراث
۶۷. الحاوي للفتاوی، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي، دار الفكر بيروت

لبنان

٦٨. رد المحتار على الدر المختا، محمد أمين، الشهير بابن عابدين، دار الثقافة التراث، دمشق سورية

٦٩. دلائل الخيرات، الامام ابو عبد الله محمد بن سليمان الجزولي، المكتبة العصرية صيدا بيروت

۷۰. مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، محمد مهدي بن احمد بن علي، دار الكتب العلمية

۷۱. المنح المكيه شرح قصيدة الهمزية، الامام شهاب الدين ابو العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي المكى، دار المنهاج

۷۲. قصيده الشهدة شرح قصيدة البردة، العلامه السيد عمر بن احمد الآفندي، الحنفي، مكتبة المدينة

۷۳. المديح النبوي، فضيلة الشيخ محمد يٰس أختر المصباحى، مجلس البركات